۳۹۲۸

مُجرم جب اپنے جُرم کا اقبال کر لیتا ہے، عدالتِ عالیہ کا غضب فِکر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۳۹۲۹

غُلام:

جو تیری نظروں میں کوئی وقعت نہیں رکھتا، اہم ترین، قریب ترین اور نازک ترین منصب پہ فائز ہوتا ہے۔

غُلام کیسا بھی ہو، مالک کی نسبت سے ذی وقار ہوتا ہے، اگر وفادار ہو، تو مالک کے ملک میں مختار ہوتا ہے۔ اگر کسی کو کوئی شے دے دے، مالک کبھی باز پرس نہیں کرتا۔

غلام کی عطا، مالک کی عطا متصوّر ہوتی ہے۔ ایک ہی تو غُلام کا یہ ناز ہوتا ہے جس پہ وہ پھُولے نہیں سماتا ورنہ غلام بھی کسی چیز کا مالک ہوتا ہے؛

اگر کوئی غلام کسی کو کھیت سے ایک گنّا بھی دینے کا مجاز نہیں، تو کیا اس کی غلامی اور کیا اس کا وہ؛

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُوالفضل العظیم

۳۹۳۰

قبیلہ مُضر کا ایک گمنام بدّو فیروز مولائے علی کرم اللہ وجہہٗ کی غلامی سے مشرّف ہُوا وفا کی ادائیں مولا کو بھا گئیں۔ حتّٰی کہ کربل کے میدان میں شہزادہ کونین کی معیّت میں شہید ہوکر اہلِ بیت میں شمار ہُوا۔

اللہ اللہ : یہ کیا تھا ؛ وفا کا ایک اعجاز

الحمد للحي القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْم

۳۹۳۱

پچاس سال گزرے، ایک اللہ کا بندہ فوج میں درزی کا کام کیا کرتا تھا۔ ایک دن ایجیٹن صاحب نے اپنے اردلی سے کہا: صبح جرنیلی پریڈ ہے، قمیص پہ نئے سٹار لگا کر لاؤ۔ درزی اپنی دھن میں محو بیٹھا تھا، اسے قمیص دی گئی کہ نئے سٹار لگا دو۔ اس نے سٹاروں کی جگہ میجری لگا دی۔

صاحب جب قمیص پہننے لگا اور میجری دیکھی، اردلی سے ناراض ہُوا، پریڈ کا وقت ہونے کو تھا، سائیکل پہ درزی کے پاس پہنچا کہ تم نے یہ کیا کیا ؛ اسے فوراً اتار دو۔

اس پہ درزی بولا :

" صاحب ! ایہہ میں لا چھڈی اے، ہُن اینہوں کوئی نہیں لاہ سکدا "

آپ کی بات میں اتنی تاثیر تھی کہ صاحب آگے سے کوئی جواب نہ دے سکا۔

وہی قمیص پہنے پر پڈ پہ چلا گیا۔ جب دفتر پہنچا، ایک تقرر نامہ پڑھا، فلاں کیپٹن (اس روز سے) میجر ہُوا: اللہ اللہ

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
واللہُ ذُوا الفضل العظیم

۳۹۳۲

"آپ کا غلام"

کہنے اور لکھنے کو ہم نے ایک شیوہ بنایا ہوا ہے۔ ہر کوئی ہر کسی کو اپنے تئیں غلام قرار دے کر مطمئن ہو جاتا ہے حالاں کہ کہیں کبھی کوئی کسی کا غلام ہوتا ہے، البتہ ہر کوئی اپنے نفس کا ضرور غلام ہوتا ہے۔

غلام وہی ہوتے ہیں جو ابدی ہوتے ہیں، کبھی ناکام نہیں رہتے

ابدی غلام، فائز المرام

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
واللہُ ذُوا الفضل العظیم

۳۹۳۳

رحمت کی غیرت کو جوش میں لانے کے لیے ملامت کی کنڈ کافی ہے

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
واللہُ ذُوا الفضل العظیم

۳۹۳۴

ملامت کی کنڈ میں بھیگنا ، غسل عصیاں : ماشاء اللہ

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين
وَاللهُ ذُو الفَضل العَظيم

۳۹۳۵

غیریت سے پاک دائمی وضو : ماشاء اللہ

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين
وَاللهُ ذُو الفَضل العَظيم

۳۹۳۶

کسی عمل پہ نازاں مت ہو ، ہر عمل توفیق کا محتاج ہے
اور توفیق عنایتِ الٰہی ہے

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين
وَاللهُ ذُو الفَضل العَظيم

۳۹۳۷

عِلّت کی شفا ۔ دوا و پرہیز پہ موقوف ہے
جسمانی ہو یا روحانی ،

جسمانی مریض کوئی کوئی اور رُوحانی مریض ہر کوئی ہے

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُوالفضلِ العظیم

۳۹۳۸

یَآ اَحَدُ، یَا صَمَدُ، یَا حَیُّ، یَا قَیُّوْمُ کا نور وجلال آفات وبلّیاتُ فتنات کے لیے مضبوط قلعہ ہے!

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُوالفضلِ العظیم

۳۹۳۹

رُوح:

رُوح امرِ ربّی ہے۔ ہر ذی رُوح میں ذاتی نُور جلوہ گر ہے۔ ذی رُوح کا اکرام گویا ربّ العٰلمین کا اکرام ہے اسی طرح توہین وتضحیک۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُوالفضلِ العظیم

۳۹۴۰

جیسے تو "تولتا" ہے۔ "ویسا" بولتا ہے

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُوالفضلِ العظیم

۳۹۴۱

قربِ تام کے دو ہی تو مایۂ ناز مقام ہیں :

خاکروب و غلام

اور دونوں میں سے کوئی بھی کسی نظر میں نہیں جچتا ! ماشاء اللہ

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُوالفَضلِ العظیم

۳۹۴۲

اور یہی دو ـــــــ خاکروب و غلام ، امین بھی ہیں ۔ خلوت و جلوت میں قائم مقام

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم

۳۹۴۳

ہر جا، ہر شے میں حاضر و ناظر ۔ ہر نظر سے محجوب ، حاضرِ جان ، ناظر مان ! کافی ہے :

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم

٭

۳۹۴۴

معصومیت کی محفل میں معصیت نہیں ہوتی ۔

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين
وَالله ذوالفضل العظيم

۳۹۴۵

ہر وہ قول و فعل، جسے کرنے کے بعد تیری رُوح تجھ کو ملامت کرے ،
معصیت ہے

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين
وَالله ذوالفضل العظيم

۳۹۴۶

معصومیت ، بشریّت کا بلند و بالا اعزاز ہے ۔ فِتنہ معصومیت کا اکرام
کرتا ہے ، نادم ہو کر لوٹ جاتا ہے ۔

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين
وَالله ذوالفضل العظيم

۳۹۴۷

اگر نہیں ، تو سمجھ کہ معصومیّت ناتمام ہے

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين
وَالله ذوالفضل العظيم

۳۹۴۸

بول کر "کونی" کے ڈھول کا پول مت کھول!

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُوا الفَضلِ العظیم

۳۹۴۹

چٹان کا درخت میدان میں قائم نہیں رہ سکتا۔

رچیل پہاڑ کی بلند و بالا چوٹی پہ اپنا مقام رکھتی ہے، آبپاشی کی مطلق محتاج نہیں ہوتی، نہ ہی کسی طوفان کی زد میں ہوتی ہے۔ رچیل کی جڑ کے رگ و ریشے چٹان کے سینے میں پیوست ہوتے ہیں۔ اور میدانی چیل! اللہ اللہ پانی پی پی پلی، پل پل کُپا بنی، ذرا سی آندھی چلی، جڑ سے اُکھڑ گئی۔
رچیل پہاڑی دنیا کی وہ زینت ہے جس کے بغیر کوئی پہاڑ کبھی نہیں سجتا خشک آٹے کا مقام رکھتا ہے

الحمد للحی القیوم
فاللہ بخیر الرازقین
وَاللہُ ذُوا الفَضلِ العظیم

۳۹۵۰

پہاڑ کی چوٹی پر کس نے چیل کے پودوں کی کاشت کی؟ تیز گرم دھوپ سے تپتے ہوئے پتھر سے کیسے اور کیا خوراک حاصل کی؟

خودرو پودے مصنوعات کے محتاج نہیں ہوتے، ارادتِ ازلی کے

تحت اُگتے، پلتے اور پروان چڑھتے ہیں ۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللهُ ذُو الفَضْلِ العَظِيْم

۳۹۵۱

کچھ مت بن ۔ بندہ بن

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللهُ ذُو الفَضْلِ العَظِيْم

۳۹۵۲

کچھ مت کر ۔ ذِکر کر

ذِکر دستک اور دستک مفتح الابواب ۔ ماشاء اللہ

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللهُ ذُو الفَضْلِ العَظِيْم

۳۹۵۳

ذکرِ الٰہی اذنِ الٰہی پہ موقوف ہے ۔ کوئی بندہ بدوں اذنِ الٰہی ذکر و طاعت پہ قدرت نہیں رکھتا ۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللهُ ذُو الفَضْلِ العَظِيْم

۳۹۵۴

میرِ محفل کی اجازت کے بغیر نغمہ ساز نغمہ سرائی کی کیسے جرأت کر سکتا ہے؟

سازہے، نغمہ ہے، وقت ہے، فراغت ہے، اجازت کا منتظر ہے
اپنے آپ محفل میں کون کوئی راگ الاپ سکتا ہے؟ کیا وہ ساز جو بجا یا نہ گیا
اور کیا وہ راگ جو گایا نہ گیا، سُنا ہے، دیکھا نہیں
قُقنس کی چونچ میں ہزار سوراخ ہوتے ہیں۔ جنگل کی خاموش پُرکیف وادی
میں ارادتِ ازلی کے جمال کے نشہ سے سرشار ہو کر جب گاتا ہے، پرندوں
پہ وجد طاری ہو جاتا ہے، پھڑپھڑا کر لوٹ پوٹ ہو جاتے ہیں۔

(باقی پھر کبھی)

الحمد للحي القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللّٰهُ ذو الفضل العظيم

۳۹۵۵

تیار ہو کر آئیے، رباب لے کر آئیے، مضراب لے کر آئیے، عزم لے کر
آئیے، ارمان لے کر آئیے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
کیا تمھارا آنا اور کیا تمھارا جانا!

الحمد للحي القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللّٰهُ ذُو الفَضلِ العَظِيم

۳۹۵۶

دنیا، کلّ سے کہاں بہتر تھا، نہ ہی کوئی نیا ساز و راگ رکھتا تھا، اِذن سے
معروف بنا!

الحمد للحي القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللّٰهُ ذُو الفَضلِ العَظِيم

۳۹۵۷

جب تک تیری رضا راضی نہیں ہوتی، ________ کوئی کسی پہ کبھی راضی نہیں ہوتا

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۳۹۵۸

سرجری کی داد دے۔

تشخیصِ مرض سیکھ! بیاضِ مسیحی پہ رو۔ اس میں نسخہ بازی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

موجد پیٹ کے فکر سے بے فکر ہوتا ہے، اگر لاپروا بھی کہیں تو بے جا نہیں اور ہماری جدّوجہد اگر ساری نہیں تو دس میں سے نو حصّے پیٹ ہی کے ابتلا میں مبتلا ہے۔

سینکڑوں ماہرین اور ہزاروں معاونین شب و روز ایک ہی جستجو میں گم رہے۔ چوں کہ ان کے فکر کا مطمحِ نظر مخلوق کی بھلائی تھا، کوئی اور غرض و غایت مطلق نہ تھی، خالق نے ان کے اس فکر کے شجر کو ثمر بخشا جو آج ہم سب کے سامنے ہے۔ اور ہم نے بیاضِ مسیحائی کو کتابِ مکنون کا درجہ دیئے رکھا، کسی دوسرے کو چھونے تک نہ دیا۔ یہاں تک کہ عبارت مٹتے مٹتے مٹ گئی۔

جُستجو کے جنون نے انسانوں کی طرح شریانوں کی "مردم شماری" کی۔ بدن میں کوئی ایسی جگہ نہیں، جہاں کوئی نہ کوئی شریان اپنے نام و کام کے ساتھ

محوِ عمل نہ ہو۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذو الفضل العظیم

۳۹۵۹

"آج کل کس شغل میں مشغول ہو؟"

"ایک چلہ کر رہا ہوں، ایک وظیفہ پڑھ رہا ہوں، دُعا کریں، اللہ مجھے اس میں کامیابی بخشے!"

"کیسا وظیفہ پڑھ رہے ہو جی! ذرا ہم بھی تو سُنیں!"

"کالا سمندر کالی گائے
گائے نے وچہ غوطے کھائے
نوناں چماری میری مدد کو آئے
نہیں تاں تیری کُنڈ گل جائے

کئی ہزار مرتبہ روزانہ رات کو مکان کی کھلی چھت پہ بیٹھ کر پڑھتا ہوں۔"

اللہ اللہ! ــ نوناں چماری تیری مدد کو آئے؟ اور تو شرم سے جیتے جی مر نہ جائے!

گھوگے! یہ کہہ:

اللہ رحمٰن ورحیم میری مدد کو آئے، اور
اپنی قدرت سے مجھے ہر شر سے بچائے

یہ سحر، یہ جادو، یہ طلسم ــ ان سب کا ابطال رب ذوالجلال کا اسم باکمال ہے۔ اپنے آپ کو مضبوط قلعے میں محفوظ کرنے کے لیے یہ پڑھ:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَ لَا حَوۡلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُوالۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ

۳۹۶۰

"سوبھے!
میں صبح سے تیرے انتظار میں تھا، آج اتنی دیر کہاں رہے؟"
"کل بچے کھیلتے کھیلتے کرشن جی کی مورتی پر گر پڑے اور وہ چُور چُور ہوگئی نئی مورتی لینے بازار تک گیا تھا۔"
"تو کتنے کو آئی یہ مورتی؟"
"اجی آج کل چیزوں کے بھاؤ کی کیا پوچھتے ہو، یہی مورتی جو پہلے ڈیڑھ دو آنے میں مل جایا کرتی تھی آج پورے بارہ آنے میں پڑی ہے۔"
شام کو پھر سوبھے کے ہاں جانا ہوا،
"مُنّی لال! سوبھا کہاں ہے؟"
"ابھی ابھی پرارتھنا کرنے اندر گیا ہے"
جھانک کر دیکھا۔
سوبھا عجز و انکسار کا مجسمہ بنے "کرشن جی" کے گلے میں ہار پہنا رہا ہے اور حلوہ پیش کر کے "بینتی" کر رہا ہے۔ "مہاراج! پرشاد سے چھک لو۔"
اس پر محویت کا ایک عجیب عالم ہے۔ ٹین کی وہی مورتی جو چند ٹکوں کے عوض وہ آج ہی بازار سے خرید کر لایا تھا، اس کی عقیدت کا مرکز بنی ہوئی ہے

اس کے سامنے وہ پورے ادب واحترام کے ساتھ سر جھکائے، ہاتھ جوڑے کھڑا ہے۔ "بینتیاں" کر رہا ہے۔ "ارجیاں" گزار رہا ہے۔

ایک بے جان مورتی کے سامنے پرارتھنا کا یہ انداز۔ اسے دیکھ کر بندہ پانی پانی ہو گیا۔ کہ:

ہمارا رب ۔ ربّ السمٰوٰت والارض ۔ جو کون ومکان کی ہر شے کا خالق ومالک اور والی ووارث ہے جو ہر شَے پہ قادر اور ہر شَے سے بے نیاز ہے اس کے حضور شاید ہی کسی پہ ایسی محویت طاری ہوتی ہے۔

یہاں تک کہ:

نماز جو مومن کی معراج ہے اس میں یہ کیفیت میسّر نہیں۔ نماز با جماعت میں خیالات کا ہجوم، نماز میں لذت اور یکسوئی پیدا ہی نہیں ہونے دیتا۔ جونہی نماز ختم ۔ خیالات کا یہ سلسلہ بھی ختم ۔ یہ کیسی نماز اور یہ کیسی محویت؟ سو بھے کے مقابلے میں۔ بزرگ و برتر اور رحمٰن ورحیم اللّٰہ کے ماننے والے کا یہ انداز کسی بھی طرح قابلِ ستائش نہیں!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللہ ذُو الفضل العظیم

۳۹۶۱

یا شیخ: ایسی محویت جو برہمن کو بُت کے آگے ہے، ہمیں کعبہ میں بھی نہیں، ! کیوں؟

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللہ ذُو الفضل العظیم

۳۹۶۲

دِل :

اقلیمِ قلبوت کا بادشاہ ایوانِ صدر میں بستر دراز کیے سو رہا ہے۔
اسے جگانے کے لیے ہر تدبیر اختیار کی، یہ نہ اُٹھا۔ معلوم ہُوا یہ اپنے آپ نہیں، کسی کا سُلایا ہُوا ہے۔
ہے کوئی جو اسے اُٹھائے ؟ میں تو نہیں اُٹھا سکتا۔ یہ مدہوش نہیں، بے ہوش ہے۔ اسے ہوش میں کون لائے ؟ سامنے آئیے !

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللهُ ذو الفضل العظيم

۳۹۶۳

جو اسے جگائے، یہ اسی کا ہو جائے — جو اسے ہوش میں لائے، پھر کیوں نہ یہ اسی کا ہو جائے ؟

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللهُ ذُو الفَضلِ العَظيم

۳۹۶۴

اس حال میں ہم یہ تسلیم کرنے پہ مجبور ہیں کہ : ہماری شیخیت کے وجود میں رُوح نہیں۔ ہمارے جسم الوجود میں دل تو ہے، مگر سوتا ہے۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

۳۹۶۵

بخشش کے بعد اذیّت، عافیت کے منافی اور صاحبِ کرم کی شایانِ شان نہیں :

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہ ذُوالفضل العظیم

۳۹۶۶

آپ میری طرف متوجہ ہیں ؟

یہ کونسی پوچھنے کی بات ہے، اپنے دل سے پوچھ : اگر تو میری طرف متوجہ ہے، سمجھ کہ میں تیری طرف متوجہ ہوں۔ جس کی طرف تو متوجہ ہے، وہی تیری طرف متوجہ ہے

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذوالفضل العظیم

۳۹۶۷

جنگل میں رات کو درندوں کی اور دن کو پرندوں کی بادشاہی ہوتی ہے ،

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہ ذُوالفضل العظیم

۳۹۶۸

کدورت سے بیزار، کشف الاسرار

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللهُ ذُوالفَضلِ العظيم

۳۹۶۹

عہد پہ ثابت قدم رہنا:
نزولِ برکات کا انسب دستور ہے ۔ ماشاء اللہ

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين
وَالله ذُوالفضل العظيم

۳۹۷۰

بیوہ و یتیم و مسکین و محتاج و بیمار و لاچار کے ساتھ احسان صدقہ کی ایک مد ہے ۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللهُ ذُوالفضلِ العظيم

۳۹۷۱

بے دِل مت ہو ۔ اللہ کے حکم کے بغیر پتہ نہیں جھول سکتا ۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللهُ ذُوالفضلِ العظيم

۳۹۷۲

جیسے ہُوا اور ہوگا، اللہ ہی کی حکمت و حکومت کے تحت ہے ! ماشاء اللہ !
اللہ جو چاہتا ہے ہو کر رہتا ہے۔ کسی کے بھی روکے کبھی رُک نہیں سکتا۔

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين
وَالله ذو الفضل العظيم

۳۹۷۳

اندھے کو دیکھ کر بصارت کا اور بیمار کو دیکھ کر صحت کا شکر ادا کر۔

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين
وَالله ذُو الفضل العظيم

۳۹۷۴

کونسی وہ نعمت ہے جو اللہ نے بندوں کو نہیں بخشی ؟ جو کسی نعمت سے
محروم ہے، اس کی طرف دیکھ۔

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين
وَالله ذُو الفضل العظيم

۳۹۷۵

بُھری[1] جب ایک بار کھل جاتی ہے، پھر پہلے کی طرح کبھی نہیں بندھتی۔

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين
وَالله ذُو الفضل العظيم

[1] کٹی ہوئی گندم کا گٹھا

۳۹۷۶

جس طرح حکماء اپنے ذاتی مطب کو کامیاب بنانے کے لیے مریضوں کا استقبال کرتے ہیں، اگر اسی ذوق وشوق سے رفاہی اداروں میں کام کریں، اداروں کی کایا پلٹ جائے۔

اصحاب رفاہی اداروں میں آتے اور گشت لگا کر لوٹ جاتے ہیں۔

مطلوبہ دلچسپی جیسے ذاتی مطب میں رکھتے ہیں، رفاہی اداروں میں نہیں۔

رفاہی اداروں کے مقابلے میں ذاتی ادارے کیا وقعت رکھتے ہیں؟

رفاہی ادارے اللہ کے ادارے ہوتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذو الفَضلِ العظیْم

۳۹۷۷

مریض کی مرض طبیب کے فکر کو اپنی طرف مبذول نہیں کرتی۔ طبیب وہ ہے جب تک اپنے مریض کی تشخیص نہیں کرتا، نسخہ تجویز نہیں کرتا۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذو الفضْلِ العظیْم

۳۹۷۸

جب تک کسی ادارہ میں جذبہ پوری آب وتاب سے جلوہ گر نہیں ہوتا معروف رفاہی اداروں میں کیا مقام رکھتا ہے؟ الحمد للحیّ القیوم فاللہ خیر الرازقین

۳۹۷۹

اگر اپنی کوئی روایت یاد نہیں، تو گورے کی یاد کر۔

ڈاکٹر باٹن نے شاہ جہان کی شہزادی کا علاج کرکے اپنی قوم کو ہند کی حکومت دلوادی۔

کوئی ایک بات تو باقی رکھتا، ایک نہیں، ساری کی ساری گم کردیں۔

اور یہ تیری بے بصری کی حد ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللہ ذُوالفضل العظیم

۳۹۸۰

مَٹّی:

تخلیق کا کمال، ربوبیت کی مظہر، نبوّت کی پیکر، فقر کا لباس، امارت کی راس، مقبولِ بارگاہ، راندۂ درگاہ،

رنگ مٹّی، نیرنگ مٹّی، پھول مٹّی، پھل مٹّی، شجر مٹّی، حجر مٹّی، انسان مٹّی، حیوان مٹّی، شاہ مٹّی، گدا مٹّی، اقرار (ایمان) مٹّی، انکار (کفر) مٹّی۔

الف کا اظہار مٹّی ———— اَسرار مٹّی

حُسن کا راز مٹّی ———— ناز مٹّی

عشق کا عنوان مٹّی ———— داستان مٹّی

بشر کا منبع مٹّی ———— مرجع مٹّی

حیات کا آغاز مٹّی ——— انجام مٹّی

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَ اللہُ ذُوا الفَضلِ العَظیم

۳۹۸۱

مٹّی :

خالق کی پہچان ، خلق کی جان ۔

خالقیّت نے اپنے ظہور کے لیے مٹّی ہی کو پسند فرمایا۔ پھر مٹّی کو اشرف المخلوقات کے لقب سے ملقب فرمایا۔ خالق کے کرم سے مکرّم بنی اور اس کی عظمت سے معظّم ۔

مٹّی کا اکرام خالق کا اکرام اور تضحیک خالق کی تضحیک ہے ۔

پھر یہی مٹّی خالق کا اقرار کر کے اَحسَنِ تقویم کہلائی ، انکار کر کے اَسفَل السّافِلِین !

اس کی ہو کر خلافت کی سزاوار ، ہٹ کر وقود النّار

خالق کا اظہار مٹّی سے ہُوا :

کُنتُ کَنزاً مّخفِیاً فَارَدتُ اَنْ اُعرف فَخَلَقتُ الاِنسانَ ۔

(میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا، پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے انسان تخلیق کیا)

اقرار مٹّی سے ہُوا ۔ (مِنھُمُ المُؤمِنُونَ)

انکار بھی مٹّی سے ہُوا۔ (مِنہُمُ الفاسِقُونَ)

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَ اللہُ ذُو الفَضلِ العَظِیم

۳۹۸۲

مٹّی کے رنگ :

★ مِنهَا خَلَقنٰکُم وَ فِیهَا نُعِیدُکُم وَ مِنهَا نُخرِجُکُم تَارَۃً اُخرٰی ۔ اس (زمین) سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں لوٹائیں گے اور اسی سے ایک بار پھر باہر لائیں گے ۔

(طٰہٰ : ۵۵)

★ خَلَقتَنِی مِنَ النَّارِ وَ خَلَقتَهٗ مِن طِینٍ ۔ مجھے تُو نے آگ سے بنایا اور اسے (انسان کو) مٹّی سے ۔

وَ قَالَ اَنَا خَیرٌ مِّنهُ اور میں اس سے بہتر ہوں ۔

کہہ کر ابلیس نے آدم کو سجدے سے انکار کیا ۔ ذلیل و خوار ہوا ۔

★ غزوۂ بدر میں حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو مٹّی کفار کی طرف پھینکی ، قرآنی آیت وَ مَا رَمَیتَ اِذ رَمَیتَ وَ لٰکِنَّ اللہَ رَمٰی سے حیاتِ جاوداں پاگئی ۔

★ مولا علی کرم اللہ وجہہ کو خاک آلود دیکھ کر نبوّت کے لبوں سے نکلے ہوئے لقب " بو تراب " نے مٹّی کی شان ہمیشہ کے لیے بُلند کر دی ۔

★ ریشم و کمخواب کی بجائے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے جسم پر لگی

ہوئی مٹّی کی دہشت نے سفیرِ روم کو لرزہ بر اندام کر دیا۔

★ یزد گرد (شاہِ ایران) نے مسلمان سفیروں کے سروں پر ازراہِ تضحیک مٹّی کے بورے لاد کر انہیں واپس بھیجا، تو امیرِ لشکر حضرت سعد بن وقاصؓ نے فرمایا:

"اللہ کی قسم! انہوں نے اپنی زمین خود ہی ہمارے حوالے کر دی ہے"

اور پھر ایسے ہی ہوا!

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرّازقين
وَاللّٰهُ ذُو الفَضْلِ العَظِيْم

۳۹۸۳

تو نور ہے وہ منیر ہیں، تو وحید ہے وہ فرید ہیں
تو جلیل ہے وہ جمیل ہیں، تو جلال ہے وہ جمال ہیں
تو سلام ہے وہ سلیم ہیں، تو عظیم ہے وہ کریم ہیں
تو حسن ہے وہ حسین ہیں، تو عطا ہے اور وہ سخا

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرّازقين
وَاللّٰهُ ذُو الفَضْلِ العَظِيْم

۳۹۸۴

اَللّٰهُ حَاضِرِیْ، اَللّٰهُ نَاظِرِیْ، اَللّٰهُ مَعِیْ

اگر کوئی اللہ کو حاضر و ناظر مان لے تو اللہ کے سوا کسی اور طرف کبھی متوجہ نہ ہو۔ کسی سے بھی کوئی امید نہ رکھے اور نہ ہی کسی سے خوف کھائے، کسی معاملہ میں کوئی تدبیر نہ کرے۔

اللہ کو ہر امر کا حقیقی فاعل سمجھ کر ہر معاملہ اللہ ہی کے سپرد کر دے، پھر جیسے اللہ کرے اس پہ راضی رہے، اگرچہ طبیعت کے خلاف ہو۔

اپنا تعلق اللہ سے جوڑ کر ماسوا سے توڑ دے جیسے کہ مُردہ توڑا کرتا ہے کائنات کی ہر شئے کو ہیچ و نابود سمجھ کر اللہ ہی کی طرف محو و منہمک رہے۔

الحمد للحي القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللّٰهُ ذُو الفَضلِ العَظِيم

۳۹۸۵

خوف کے تین مقام ہیں:

جاننا ، سُننا اور دیکھنا

شیر کی بابت پڑھ کر کوئی خوف زدہ نہیں ہوتا، دھاڑنے کی آواز سُن کر لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔ اور اگر سامنے آ جائے، دم بخود ہو کر رہ جاتا ہے۔

الحمد للحي القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللّٰهُ ذُو الفَضلِ العَظِيم

۳۹۸۶

خبر وہم و گمان، نظر یقین و ایمان، خبر چار سُو، نظر یک سُو
خبر افلاطون، نظر کُن فیکون، خبر فتنہ طراز، نظر سوز و ساز

خبر، حرص و ہوا، **نظر** تسلیم و رضا، **خبر** قیل و قال اور **نظر** وجد و حال ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللہُ ذُوالفضل العظیم

۳۹۸۷

مت بھول!

قبر میں کیڑے باہر سے نہیں آتے، تیرے اپنے ہی بدن کے گوشت سے سُونڈ بن کر اپنے آپ کو کھا جاتے ہیں۔ آنکھوں کی پلکیں حشرات الارض کے کارواں کی گذرگاہ بن جاتی ہیں۔ ہڈیوں کے ڈھانچے میں کسی بھی پہچان کا نام و نشان باقی نہیں رہتا۔

یہ انجام ہو کر رہنا ہے! اسے مت بھول!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللہُ ذُوالفضل العظیم

۳۹۸۸

تانبا مٹّی، لوہا مٹّی، مگر سونا اور گوہر؛

گوہر مٹّی میں مٹّی نہیں ہوتا، اپنا نام و نشان برقرار رکھتا ہے، اسی طرح سونا۔
اور اسی طرح اگر کسی کی یہ مٹّی پاک ہو جائے، خاک سے بے باک ہو جائے
ماشاءاللہ!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

۳۹۸۹

آنکھ دیدار کے لیے ، دِل عشق کے لیے ، جان وفا کے لیے
رُوح پرواز کے لیے ، زبان ذکر کے لیے ، عقل فِکر کے لیے
کان حکم کے لیے ، بال خوف کے لیے ، سر عجز کے لیے
ہاتھ طہارت کے لیے ، پاؤں خدمت کے لیے اور سراپا جسم نماز کے
لیے ہے ، خواہشات کے لیے نہیں ۔
جس رزق و عزت کے لیے تو دن رات مارے مارے پھرتا ہے، تیرے
رب کے پاس ہے ۔
تیری عقل و ہمت سے بالاتر اور اکرم الاکرمین کے کرم پہ موقوف

الحمد للحي القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۳۹۹۰

تجربہ تجارت کی ماں ہے !

الحمد للحي القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۳۹۹۱

ایک نے کہا :

گل و بُلبل کی شاعری پڑھتے عمریں گزریں، شاید کسی نے کبھی کسی بلبل کو پھول پہ بیٹھے دیکھا ہو۔

ہم نے تو جب بھی دیکھا کیکر اور کریر پہ دیکھا، شاید وہ بُلبل کوئی اور قسم کی ہوتی ہو جو یہاں نہیں ملتی!

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۳۹۹۲

اَلْعِلْمُ نُقْطَةٌ ________ "علم ایک نقطہ ہے"

اگر یہ نقطہ محرم پہ لگا دیا جائے مجرم بن جائے۔ مُجرم سے ہٹا دیا جائے، محرم بن جائے۔

عینؔ اور غینؔ میں بھی یہی نقطہ کارفرما ہے۔

عینؔ عین الیقین کا مظہر اور غینؔ غیریت کا حجابِ اکبر ہے۔

اس وجود میں غیریت ہی کا تو ایک نقطہ ہے، جب تک یہ دور نہیں ہوتا، رُوح و نفس میں تعلق باللہ قائم نہیں ہوتا۔

ہر دور کے عارف نے اسی حقیقت کی تائید کی۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۳۹۹۳

دل کو غیر سے پاک رکھنا مؤمن کا دائمی وضو ہے

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين
وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۳۹۹۴

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اسمائے طیبہ پر غور فرما، ماشاء اللہ عُقدہ حل:

سَيِّدِنَا اَوَّلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سَيِّدِنَا اٰخِرُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سَيِّدِنَا ظَاهِرُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سَيِّدِنَا بَاطِنُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سَيِّدِنَا قَرِيْبُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سَيِّدِنَا رَحْمَةٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سَيِّدِنَا رَءُوْفٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سَيِّدِنَا رَحِيْمٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سَیّدِنا جَوّادٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ

سَیِّدِنا کَرِیمٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ

سَیّدِنا مُختَارٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ

سَیّدِنا قَاسِمٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ

حاضر تو کبھی غیر حاضر بھی ہو سکتا ہے، حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلم شَاھِد و مَشہُود ہیں۔

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خيرالرازقين
وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۳۹۹۵

تیرے ہر قول و فعل میں سنّت جلوہ گر ہو۔ تیرا ہر قول و فعل سُنّت کا مظہر ہو
ماشاء اللہ!

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خيرالرازقين
وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۳۹۹۶

تن کی زیبائش تلبیسِ ابلیس اور من کی — عشق و رقّت، سوز و گداز اور وجد و حال

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خيرالرازقين
وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۳۹۹۷

بیکار مت بیٹھ، کارِ خیر میں مشغول رہ، جسے کوئی کام نہیں، شیطان کا کھلونا ہے

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم

۳۹۹۸

اپنی عمر بھر کی کمائی راہ میں لٹا کر گھر پہنچ کر پچھتایا تو کیا پچھتایا؟

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم

۳۹۹۹

ایمان جب اپنے لیے اپنے رب کو کافی و وافی اور وکیل و کفیل تسلیم کر لینا، ماسوا سے مستغنی و بے نیاز ہو جاتا۔ ماشاء اللہ!

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم

۴۰۰۰

جو بات ایک بار کر دینا، اس پہ ثابت قدم رہنا، کبھی منحرف نہ ہوتا، اپنے

قول کو ہمیشہ زندہ اور قائم رکھنا۔

اسی کو اصطلاح میں استقامت اور اسے ہی اے ہمنشیں! مردانگی کا جوہر کہتے ہیں!

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۴۰۰۱

عہد:

عہد ایک وجود ہے۔ قوی الجسم وجود۔ جب تک قائم رہتا ہے ہر شے قائم رہتی ہے، کبھی نہیں گرتی۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللهُ ذُوا الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۴۰۰۲

عہد اطمینان۔ عہد ایک چٹان۔ جسے کوئی طوفان کبھی گرا نہیں سکتا، نہ ہی اپنے مقام سے ہلا سکتا ہے۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللهُ ذُوا الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۴۰۰۳

عہد آدمیّت و انسانیّت و بشریّت کی آبرو کا اَمین اور امتیازی نشان ہے

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم

۴۰۰۴

وفا پہ عطا ہے
قول سے پھر جانا بندے کی سب سے بڑی کمزوری ہے
قول و قرار ہی کی برکت و عظمت سے ارض و سما قائم ہیں۔
قول پہ استقامت نزولِ برکات کا سبب معمول ! ما شآء اللہ!

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم

۴۰۰۵

تیرے وہ پُراسرار بندے آج تیری دنیا میں کہاں چھپ گئے، کسی میدان میں کہیں نظر نہیں آتے؛

دُنیا پھر جاتی، پر اپنے قول سے کبھی نہ پھرتے۔ حتّٰی کہ اللہ کی رضا، راضی ہو کر فتح و نصرت کے دروازے کھول دیتی۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین

۴۰۰۶

قول کا پابند ہو۔ کامیاب، ماشاء اللہ۔ قول پہ ڈٹ۔ کامران، ماشاء اللہ
ورنہ تیری یہ زندگی کسی بھی بازار میں کسی بھی قیمت کی نہیں
وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحي القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْم

۴۰۰۷

ترک ایک سیلاب ہے، ہر شے کو بہالے جاتا ہے

الحمد للحي القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْم

۴۰۰۸

جب تک ترک کا سیلاب میدان کو صاف نہیں کر دیتا، اکھاڑے کی برکات
کا نزول نہیں ہوتا۔

الحمد للحي القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْم

۴۰۰۹

جسم الوجود کا باطن پانی سے نہیں، ترک سے پاک ہوتا ہے اور یہ ترک

زبانی کلامی نہیں ــ اللہ اللہ بڑے بڑوں کے گھٹنے ٹیک دیتی ہے ۔

ترکِ تن ، ترکِ دَھن ، ترکِ مال ، ترکِ اسباب
ترکِ طلب ، ترکِ تمنّا

◎

ترکِ غضب ، ترکِ غلاظت ، ترکِ ستم ، ترکِ ظُلم

◎

ترکِ کفر ، ترکِ شرک ، ترکِ کذب ، ترکِ غیبت
ترکِ نمیمت ، ترکِ فواحش

◎

بالآخر :-
ترکِ لذّت ، ترکِ زینت ، ترکِ راحت ، ترکِ شہرت

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم

۴۰۱۰

کثافت گھلتے گُھلتے گھُل جاتی ہے
غلاظت دُھلتے دُھلتے دُھل جاتی ہے
یادیں مِٹتے مِٹتے مِٹ جاتی ہیں ـ مگر . . . . .

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم

۴۰۱۱

اس بیج میں بڑ کا درخت ہے ۔
جب تک یہ مٹی میں نہیں ہوتا، بڑ کا ظہور نہیں ہوتا ۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۱۲

تیرے وہ مقبول تارک آج کسی میدان میں کہیں نظر نہیں آتے، کیا تیری دنیا کو آج ان کی ضرورت نہیں؟ ان کے بغیر کسی بھی بازار میں کوئی رونق نہیں ۔ سنّاٹا چھایا ہوا ہے ۔

مُردنی بھی کہیں تو بے جا نہیں ۔

اُن کی ادائیں اور وفائیں آج تک قوموں کو یاد ہیں ۔ تیری تاریخ کے وہ شاہ نشین ستارے آج کیوں کسی افق پہ روشن نہیں؟ چھُپ تو نہیں گئے؟ ان کے بغیر زندگی میں کوئی کیف نہیں، ایک جمود طاری ہے ۔

وہ تارک، تیرے اسلام کے مایۂ ناز سپُوت، جس بھی شے کو ایک بار ترک کر دیتے، ہمیشہ کے لیے ختم کر دیتے، پھر جیتے جی کبھی اس کے پاس تک نہ پھٹکتے ۔ نام تک نہ لیتے، یہی ان کی آن اور یہی ان کی نشان تھی ۔

کون کہتا ہے کہ وہ راہب تھے؟ ان کی زندگی رہبانیت تھی؟ وہی تو تھے تیرے اسلام کے پکّے اور سچّے جانثار پیروکار ۔ کسی غیر ضروری شغل میں کبھی

مشغول نہ ہوتے۔ اللہ کے لیے جیتے، اور جیتے بھی اپنے تئیں اللہ کے مقبول کاموں میں مصروف رکھتے۔ معمولی کھانا کھاتے۔ سادہ لباس پہنتے، اور کبھی حکیموں کے پاس نہ جاتے۔ اپنے سارے وقت اور ساری صلاحیتوں کو اسلام ہی کے لیے وقف و قربان کر کے کشمکشِ دہر سے نجات پاتے۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُوا الْفَضْلِ الْعَظِیْم

۴۰۱۳

عرشِ کریم کی نوری مخلوق کو خاکی مخلوق کے جوہر کی نمائش کے لیے جب کوئی اکھاڑا جمتا، اللہ اللہ۔ کرّوبین کو دنگ کر دیتا، داد پہ مجبور کر دیتا۔ ماسوا سے بے نیاز ہو کر "اللہ اکبر" کا نعرہ لگا کر جب میدان میں اُترتا، رَن کانپ اُٹھتا، نامور جنگجو انگشت بدندان رہ جاتے۔

میدان جب گرم ہو جاتا، تماشائیوں کے دل سینوں میں دہلنے لگتے، لرزہ طاری ہو جاتا۔ پسینہ پسینہ ہو جاتے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کو اپنے ساتھ پا کر ارض و سما کی کسی بھی طاقت کو کبھی خاطر میں نہ لاتا۔ بے بس و بے کس سمجھتا۔ اللہ اکبر اللہ اعز مما اخاف و احذر کی حرز پہن کر پہاڑ سے ٹکرا جاتا۔ چٹان کو ہلا دیتا۔

اللہ اللہ! وہ تھے تیری زندگی کے دن، جو آج تک اسی آب و تاب سے تذکرۂ یزداں کا درخشندہ باب بنے ہوئے ہیں۔ کسی بھی قوم کو ابھی تک نہیں بھولے۔ اور تو، آپس میں دست و گریباں۔

الف کہتا ہے میں بڑا ہوں ، ب کہتی ہے ، مَیں
ج کہتا ہے میرا کوئی ہمسر نہیں د کہتا ہے ، میرا
تیرے ان دعووں سے گیدڑ تو شرمائے ، پر تُو نے اپنا حال جُوں کا تُوں ہی
رکھا۔

کیا ابھی تک تیرے بدلنے کا وقت نہیں آیا ؟

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُو الفَضلِ العَظِیم

۴۰۱۴

فقر کے مدارج تو وری الوریٰ ہیں ، تیری اور میری سمجھ سے بالاتر۔ فہم و ادراک میں آ ہی نہیں سکتے۔

کوئی ایسا بندہ پیش کر
جو کبھی جھوٹ نہ بولتا ہو ، غیبت نہ کرتا ہو ، چغلی نہ کھاتا ہو ، حاسد نہ ہو ،
کل کے لیے کوئی شے جمع نہ رکھتا ہو ، اپنے علم پہ عمل کرتا ہو ، جو کہتا ہو کرتا ہو
اور پورے کا پورا اسلام میں داخل ہو۔

اگر نہیں
تو کیا ہمارا "وہ" اور کیا ہماری "وہ" اور کیا ہماری "وہ" ؟

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُو الفَضلِ العَظِیم

۴۰۱۵

دُنیا پرلے درجے کی عیّار و مکار ہے۔ اپنے میدان میں کسی اور کا جھنڈا کبھی جھلنے نہیں دیتی۔ ہر جھنڈے میں اپنا پورا اثر قائم رکھتی ہے۔

کوئی ایسا جھنڈا دکھلا جو دنیا کو منہ کے بل گرا کر، اور سربازار لتاڑ کر لہرایا ہو!

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم

۴۰۱۶

اگر قرآنِ کریم و حکیم و عظیم پہ عمل کیا جاتا، حکمت و برکات کا نزول ہوتا، اور ضرور ہوتا۔

جس فعل کو اللہ رب العرش العظیم نے سختی سے منع فرمایا ہے، اس پہ سختی سے کاربند ہیں؛

مثلاً:

اپنے روزمرّہ کے معمولات کا خود جائزہ لیں۔

جھوٹ، ذخیرہ اندوزی، غیبت، عہد شکنی، چُغلی، دھوکہ دہی، حسد، طعنہ زنی، بُہتان طرازی، اِفترا پردازی

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم

۲۰۱۷ء

قرآن کریم

اللہ نے بندوں کو پیدا کیا۔ زندگی عطا کی اور انہیں دنیا میں رہنے کے لیے ایک خاص وقت تک مُہلت دی۔ پھر دنیا میں رہنے سہنے، مِلنے جُلنے کھانے پینے، اُٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، چلنے پھرنے، کاروبار کرنے، غرض پوری زندگی گذارنے کے ضابطے اور اُصول مرتب فرمائے یہ اصول، یہ ضابطے، یہ قوانین قرآن کریم کی صورت میں ہمیشہ ہمیشہ کیلیے محفوظ ہیں۔

اِن ضابطوں پر جہاں کہیں، جب کبھی اور جِس کسی نے عمل کیا، سرفراز ہُوا، ان سے منہ موڑنے والا ہمیشہ بے آبرو ہُوا۔ ساری دنیا کا دورہ کرو پچھلے چودہ سو سال کی تاریخ اُٹھا کر دیکھو، جس بھی قوم نے ترقی کی، قُرآنی اصولوں پہ کاربند ہو کر ہی کی۔ خواہ وہ اس کتاب کو ماننے والے قرُونِ اولیٰ کے مُسلمان ہوں یا آج کے منکرینِ اسلام۔ قرآن کریم کے یہ زرّیں اُصول ہر کسی کی ترقی کے ضامن ہیں۔ ان کی پابندی کامیابی کی ضامن ہے اور ان سے روگردانی ناکامی کا سبب۔ کوئی اس کتاب کو مانے یا نہ مانے، اِس کے اصولوں کو مانے بغیر کبھی ترقی کی شاہراہ پہ گامزن نہیں ہو سکتا۔ اور یہ وہ حقیقت ہے جس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔

قرآن کریم کے مضامین تین اہم اجزا پہ مشتمل ہیں :

۱- اَمرٌ بِالْمَعْرُوْف :

اور "معرُوف" وہ ہے کہ جس کی اچھائی کو ہر کوئی تسلیم کرے۔ جب بھی کسی سے "معرُوف" اپنانے کو کہا جائے، وہ اپنائے یا نہ اپنائے، مگر یہ مانے بغیر نہ رہ سکے ۔ کہ واقعی یہ امر "معرُوف" ہے۔

۲- نَہْیٌ عَنِ الْمُنْکَر :

اور "مُنکر" وہ ہے جس کی قباحت کی ہر کوئی تائید کرے، اگرچہ پرلے درجے کا غیر مہذّب ہو۔ وہ اس سے باز رہے یا نہ رہے، یہ کہنے پر مجبور ہو، کہ جی ہاں ؛ واقعی یہ کام اچھا نہیں۔ اس کا کرنا آدم زاد کو بالکل زیب نہیں دیتا اور نہ ہی یہ آدمیّت کی شان کے شایان ہے۔

۳- قَصَص (ایمان و کفر کے قِصّے)

قرآن کریم میں جہاں بعض کاموں کو پسندیدہ قرار دے کر ان پہ عمل کی تلقین کی گئی ہے۔ اور بعض کو ناپسندیدہ قرار دے کر ان سے احتراز کی ہدایت کی گئی ہے، وہیں اگلی قوموں کے قِصّے بھی بیان کیئے گئے ہیں۔ جو آنے والوں کے لیئے سامانِ عبرت و ہدایت ہیں۔ پہلوں کے واقعات اور آیندہ کی خبروں کا مقصد انسان کے کہانی کہنے اور سننے کے فطری ذوق کی تسکین نہیں، بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قرآنی اصولوں پہ کاربند ہونے

والوں کے لیے انعاماتِ الٰہی کا بیان ہے۔ اور ان اصولوں سے روگردانی کرنے والوں کے مُبتلائے عذاب ہونے کا تذکرہ ہے۔ تاکہ ہر دور کے لوگ اس سے سبق سیکھیں۔

قرآن کے یہ قِصّے "حُکم" کو "مثال" سے سمجھانے کی ایک صورت ہیں۔ اور اس لیے یہ محض "کہانیاں" نہیں، بلکہ نشانِ ہدایت ہیں۔ اسی لیے قرآن کریم کسی قصّے کا صرف وہی اور اتنا حصّہ بیان کرتا ہے جو کسی قرآنی اُصول کو اچھی طرح ذہن نشین کرانے کے لیے ضروری ہو۔ بعض مقامات پر تو صرف قِصّے کی طرف اشارہ کرنے پر ہی اکتفا کرتا ہے۔

قرآنی قصّوں کا ایک اور پہلو بھی ہے، کہ یہ ماضی ہے۔ اور حال ماضی کا شاہد ہوتا ہے۔ جو اصول ماضی میں کارفرما تھا، حال میں بھی ہے۔ اگر حال میں نہیں تو ماضی میں بھی نہ تھا۔ جس نے ماضی کو دیکھنا ہو، حال کو دیکھے۔ حال کو ماضی سے الگ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا۔ حال کو ماضی پہ فوقیت حاصل ہے قرآنی قِصّے اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ سابقہ اقوام کو قرآنی ضابطوں کی روگردانی کی جو سزا ملی، حال کی اقوام اسے ذہن میں رکھ کر اپنے حال کی اصلاح کریں۔ اور ماضی میں جن اَفراد نے ان اُصولوں پہ کاربند ہو کر حیاتِ دَوام پائی ان کا تذکرہ موجودہ افراد و اقوام کے لیے شمعِ ہدایت ہو۔

قصص القرآن الکریم واضح طور پر یہ بتاتے ہیں کہ قرآنی اُصول کَل (گزشتہ) کے لیے بھی تھے۔ آج (حال) کے لیے بھی ہیں۔ اور کَل (آئندہ) کے لیے بھی ہوں گے۔

یہ اُصول "کلماتِ اللہ" ہیں۔ جو خود قرآن کریم کے الفاظ

ہیں ۔ ”لَا تَبۡدِیۡلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ“ کے شرف سے مشرّف ہیں۔ اور جب کبھی، جہاں کہیں، جو کوئی ان پہ عمل پیرا ہوگا، کامیاب و کامران ہوگا۔ اور ان سے منہ موڑنے والا، خواہ کوئی ہو، ناکام و پریشان ہوگا۔

خبردار! آگاہ رہو کہ:

بے شک قرآن نورِ مبین، ذکرِ حکیم اور صراطِ مستقیم ہے۔ بلا شبہ قرآن ایسی تونگری اور غنا ہے کہ اس کے بعد تنگدستی اور محتاجی باقی نہیں رہتی اور نہ ہی ایسی کوئی اور دولت اور مالداری ہے۔ اس کے غرائب (فرائض وحدود، ماموراتِ و منہیات) کی پیروی کرو۔ اور مثالوں سے عبرت پکڑو

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیرالرازقین
وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ

۱۸ ۔ ۴

اللہ رب العلمین نے اپنی دوستی کا معیار مقرر فرمایا۔ گویا فرمایا، کہ میرا جو بندہ میری دوستی کا طالب ہو، اپنے اندر یہ صفات پیدا کرے۔ جس کسی نے اپنے اندر یہ صفات پیدا کر لیں اور ان پہ ثابت قدم رہا کسی بھی حال میں انہیں باطل نہ کیا، یقیناً اس نے میری دوستی کا حق ادا کیا۔ پھر میں اس کا ہوں اور وہ میرا۔

○ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۔ (البقرہ: ۱۹۵)

اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

○ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (آل عمران: ۱۴۸)

اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

○ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (الاعراف: ۵۶)

بیشک اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے بہت ہی قریب ہے۔

○ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (التوبہ: ۱۲۰)

بے شک اللہ محسنین کا اجر ضائع نہیں ہونے دیا کرتا۔

○ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (العنکبوت: ۶۹)

اور اللہ احسان کرنے والوں کا ساتھی ہے۔

○ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (آل عمران: ۱۵۹)

بے شک اللہ توکّل رکھنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

○ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (المائدہ: ۴۲)

بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے

○ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (البقرہ: ۲۲۲)

بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور صفائی رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

○ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (آل عمران: ۷۶)

پس اللہ متّقیوں کو دوست رکھتا ہے۔

○ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ (التوبہ: ۳۶)

اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کا ساتھی ہے

○ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ (آل عمران: ۱۴۶)

اور اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اور فرمایا

یہ ناپسندیدہ اعمال ہیں۔ ان کے فاعل کو میں کبھی دوست نہیں رکھتا یا وہ کبھی میرے دوست نہیں ہو سکتے۔

- وَ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ۔ (المائدہ، ۶۴)
اور اللہ فساد پیدا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

- اِنَّ اللّٰہَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ (یونس: ۸۱)
بے شک اللہ مفسدین کے کام نہیں بننے دیا کرتا۔

- وَ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ (آل عمران: ۵۷)
اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

- اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ ۔ (النحل: ۲۳)
بے شک وہ (اللہ) غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

- اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ (الاعراف: ۳۱)
وہ (اللہ) فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

- اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۔ (البقرہ: ۱۹۰)
بے شک اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا

- اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (لقمان: ۱۸)
اللہ کسی اترانے والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا۔

- اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ (الحج: ۳۸)
بے شک اللہ کسی دغا باز ناشکرے کو پسند نہیں کرتا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ مَنۡ ہُوَ مُسۡرِفٌ کَذَّابٌ (المؤمن ۲۸)

بیشک اللہ حد سے بڑھنے والے (اور) جھوٹے کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ مَنۡ ہُوَ کٰذِبٌ کَفَّارٌ (الزمر ۳)

بیشک اللہ جھوٹے اور ناشکرے کو نیک ہدایت نہیں دیا کرتا۔

وَ اللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ۔ (المائدہ ۱۰۸)

اور اللہ نافرمانوں کو توفیق ہدایت نہیں دیا کرتا۔

وَاللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ (البقرہ ۲۶۴)

اور اللہ کفر کرنے والوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

وَ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا (النساء ۱۱۶)

اور جس نے کسی کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا، وہ راہ ہدایت سے بہت دُور بھٹک گیا۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَ اللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ

۴۰۱۹

اللہ ربّ العالمین نے فرمایا:

"اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو"

کیا ہم نے اس رسی کو مضبوطی سے پکڑا ہُوا ہے؟

"اور فرقوں میں مت بٹو"

کیا ہم فرقوں میں بٹے ہُوئے نہیں؟

"پُورے کے پُورے اِسلام میں داخل ہو"

کیا ہم پُورے کے پُورے اِسلام میں داخل ہیں؟

اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ چیز، فساد ہے

خود ہی فیصلہ کریں،

فسادِ کسے کہتے ہیں اور کون پھیلاتا ہے؟

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۴۰۲۰

ایک چیز پی، رَجّ کے پی، ماشاء اللہ صحت

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين
وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۴۰۲۱

ایک چیز پھڑ، ہزار بار پڑھ

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين
وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۴۰۲۲

رنگین کپڑے عورتوں کے لیے ہوتے ہیں، مردوں کو زیب نہیں دیتے۔

ہسٹری آف سیولائزیشن کے کسی بھی دَور میں مَردوں نے رنگین کپڑے نہیں پہنے۔ ایسے باریک تو کبھی بھی نہیں پہنے۔ مت پہن۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين
وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۴۰۲۳

اسی طرح اے میرے نوجوان!

تیری چال بھی مردانہ نہیں۔ ہائے ہائے!

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين
وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۴۰۲۴

یہ انداز مردانہ نہیں۔

رندانہ ہیں نہ خسروانہ، گویا۔ تیرے آبا کی ایک بھی ادا تجھ میں باقی نہیں۔ سب کی سب لُٹ گئیں!

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين
وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۴۰۲۵

آنکھوں کی شوخی و بے باکی تو تیرے آبا کی آن و شان اور مِلّی حمیّت کی جان

تھی جو تو نے گم کر دی۔ ہائے ہائے! بتا اب تجھ میں کیا باقی ہے؟

پدرم سلطان بود.....

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیرالرازقین
وَاللہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیم

۴۰۲۶

وہ رشکِ مسیحا نظریں، قدم قدم پہ بدلتی نظریں، اللہ اللہ، کبھی مست کبھی ہشیار، کبھی نمناک، کبھی غضب ناک، کبھی بندہ نواز کبھی قہر بار، کبھی دل سوز، کبھی دلدوز، کبھی نیچی کبھی اونچی، کبھی سیدھی کبھی ترچھی، کبھی اشکبار، کبھی خونخوار، کبھی دلآویز کبھی دل فگار، کبھی عرش پہ کبھی فرش پہ، کبھی محوِ ذات، کبھی کائنات، کبھی صیدِ زبوں، کبھی خود صیاد، کبھی شمع کبھی پروانہ، کبھی بلانوش کبھی مدہوش، کبھی باوفا کبھی پُرجفا، کبھی مطمئن کبھی مضطرب، کبھی دردِ دل کبھی خود دوا، کبھی ناز کبھی نیاز، کبھی دلرُبا کبھی دلکشا۔

اے ہمنشیں!

"نظر" ان نظروں کی تلاش میں سرگرداں ہے، کہیں نظر نہیں آتیں۔ کہیں ناپید تو نہیں ہو گئیں؟ کیا بزمِ کونین کو اب ان کی ضرورت نہیں؟

ان کے بغیر تو یہ تنِ خاکی اربعہ عناصر کا پتلا، مٹی کا ایک بے قدر ڈھیر ہے۔

ان نظروں ہی کی بدولت تو یہ اشرف تھا۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیرالرازقین
وَاللہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیم

۴۰۲۷

تیرے آبا ء اے میرے نوجوان ! کسی بھی کثرت وطاقت کو کبھی خاطر میں نہ لاتے ۔ جب کسی میدان میں اَڑ جاتے ، بس اَڑ جاتے ۔ جہاں جو قدم رکھ دیتے ، بس رکھ دیتے ۔ پُرزے پُرزے ہو جاتے ، اپنے قدم کبھی پیچھے نہ ہٹاتے ۔ قدرت اپنے شاہکار کا نظارہ کرتی ۔ جب دیکھتی ، کہ اب یہ کسی بھی حال میں ہارنے یا ہٹنے کا نہیں ، آسمانوں پہ خطرہ کی گھنٹی بجا دیتی ۔ ہر کوئی چوکس ہو جاتا ، نہ معلوم کسے کہاں جانے کے لیے حکم ہونے والا ہے ۔

اور اے میرے نوجوان !

وہ تھے تیری مایۂ ناز زندگی کے برکت بھرے دِن ، جس کی تمکنت کی اقوامِ عالم کی کسی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ——————

اپنے ماضی پر پڑے ہوئے گرد آلود پردوں کو جھاڑ کر دیکھ ——

تُو جن کا وارث کہلاتا ہے ، ان کی کوئی بھی خُو و بُو تجھ میں ہے ؟ اگر نہیں تو کیوں ؟ —— اُن کی نگاہوں سے نظامِ عالم زیر وزبر ہو جاتا ۔

کاش ! تُو اپنے اسلاف کا صحیح خلف بنتا ۔

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

۴۰۲۸

مٹی تخلیق کی جان ہے اور پانی مٹی کی ——— اربعہ عناصر کا سردار پانی

بجھتی مٹی کا سنگار پانی ، حُسن کا نکھار پانی

کائنات کی بہار پانی ، دریا پانی، آبشار پانی

آنکھ کی حیا پانی ، زبان کا مزا پانی

پیاس کی آس پانی ، صحت کا راز پانی

عدالت کا اظہار پانی ، طہارت کا معیار پانی

سیرابی کا موجب پانی ، غرقابی کا سبب پانی

جنت کا ثواب پانی ، دوزخ کا عذاب پانی

ہستی کا آغاز پانی کے نیچے ، گوہر کی آب پانی

بزم کا شباب پانی ، ہستی کا آغاز پانی

نظر کا راز پانی ، پھلوں کا خمار پانی

پھولوں کی بہار پانی ، قدرت کا آثار پانی

عرش کا مدار پانی ،

اور اے جانِ من !

نیل پانی ، فرات پانی ، زمزم پانی ، آب حیات پانی ، کوثر پانی ،
بالآخر مٹی کا قرار پانی ۔ مَا شَآءَ اللّٰہُ ؟

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم

۴۰۲۹

"کمالات چیست"؟

"ظہورِ عجائب و غرائب"!

باز پرسید ۔ عجائب و غرائب چیست"؟

"عجیب و غریب احوال از عجیب و غریب افعال کا لیے، کہ
از و عقل حیراں بماند"

"مثلاً"؟

"مثلاً ایک نہیں لاکھوں تمثیلات ہیں!"

"کوئی ایک بیان کرو جو امکانی ہو اور مقبول الاسلام"!

"رزقِ حلال کی تلاش میں امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ایک
یہودی کے باغ میں گوڈی کرنا ۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۴۰۳۰

ستّر سال پہلے کا "رُوح افزا"

ستّر سال پہلے کی بات ہے، ایک برات آنے والی تھی ۔ اس کے لیے
مشروب تیار کیا جانے لگا ۔ گڑ سخت تھا ۔ کلہاڑیوں سے کاٹ کر باریک کیا

گیا اور ایک بڑے کڑاہے میں ڈال دیا گیا۔ ایک آدمی نے اسے پاؤں سے مسلنا شروع کر دیا تاکہ نرم ہو جائے اور آسانی سے گھُل سکے۔ پھر کڑاہا پانی سے بھر دیا گیا۔ ذرا گھولا تو شربت تیار تھا۔ براتیوں کو پیش کیا گیا، جو انہوں نے بڑے شوق سے نوش فرمایا

اس زمانے کا یہ ایک پسندیدہ مشروب تھا، جسے پیتے ہی گرمی ختم۔ طبیعت بحال! ماشاء اللہ!

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۳۱

چودھراہٹ کے مقامات بھی وری الوری ہیں۔

ایک چوہدری صاحب کے استقبال کے لیے ریلوے سٹیشن پہ نوکر گھوڑی لے کر آیا۔ اسی ڈبے سے چماروں کا داماد اترا۔ داماد نے اترتے ہی چوہدری صاحب کو ہاتھ جوڑ کر سلام کیا۔

پوچھا ــ تم کون ہو؟

کہا، جی فلاں چمار کا داماد ہوں!

آپ نے اپنی گھوڑی کی لگام اسے دے دی اور کہا ــ اس پہ چڑھ کر جا ــ یہ گھوڑی اب میری نہیں، تیری ہے۔

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۳۲

دانشورانِ ملّت :

توجّہ فرمائیے :

کپڑا باریک سے باریک تر ہو چلا - انتہائی باریک، ہائے ہائے ——— شلوار میں سے پوری ٹانگیں دکھائی دیتی ہیں ——— اتنا باریک، اتنا باریک، کہ خدا کی پناہ ——— بال تک نظر آتے ہیں -

آپ اپنے گھروں میں باریک کپڑے پہننے سے روکتے کیوں نہیں؟

اور کون روکے گا؟

آپ کے سامنے ایسے باریک کپڑے پہننے کی کیوں جراُت ہے؟

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۰۳۳

غِنا طریقت کی زینت ہے : ماشاء اللہ :

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۰۳۴

باز پرندوں کا بادشاہ ہے -

اپنے شکار پر مکارانہ حملہ نہیں کرتا ———— کسی پرندے کو دھوکا دے کر شکار کرنا باز کے شایانِ شان نہیں۔

بَاز اُڑتے شکار پر حملہ کرتا ہے۔

اسی طرح :

دریا جب اپنے مدِمقابل کو ڈبو لیتا ہے، گویا ہرا لیتا ہے، پھر اسے سطح پہ پھینک کر فرماتا ہے ـــ

"جا اوئے، جدھر چاہے جا ـــ اب تیرا مجھ سے کوئی وہ نہیں"

الحمد للحیّ القیّوم
فاللّٰه خیر الرازقین
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۳۵

غور فرمائیں :

داڑھی

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءِ کرام علیہم السلام کی سُنّت مؤکدہ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم
فاللّٰه خیر الرازقین
وَاللّٰهُ ذُو الفضل العظیم

۴۰۳۶

تین کسان :

الف : تڑکے اُٹھا، گھڑے کا پانی پیا، بیلوں کو پنجالی دی، اور کھیت

کی طرف روانہ ہُوا ۔

تیتر بولا :۔ "سات سو ۔ آٹھ سو" "سات سو ۔ آٹھ سو"

(یعنی اِتنے من دانوں کی امید ہے)

ب :۔ فجر کے وقت اُٹھا ، بیل جوت کر کھیت کی طرف روانہ ہُوا ۔

تیتر بولا :۔ "چار سو ، پانچ سو" "چار سو ۔ پانچ سو"

ج :۔ سورج نکلنے والا تھا کہ اُٹھا ۔ اُٹھتے ہی بیوی بیچاری پر پل پڑا ، یہ کیوں نہیں اور یہ کیوں نہیں کیا ؟

آخر بڑبڑاتا ہوا بادلِ نخواستہ کھیت کی طرف چلا ۔

تیتر بولا :۔ "گھنے کر ۔ بیع کر" ۔ "گھنے کر ، بیع کر"

الف کی سی حرفی :۔

کھیت میں جا کر اپنے بیلوں سے :

"میرا شیر ، اوئے تیرے بھاگ"

"میرا کرماں والا ، تینوں رب دیاں رکھاں"

"میرا جیون جوگا ، تیرا بھلا ، جیوندا رہ"

"شاباش تیرا بھلا اوئے میریا شیرا ! تیرے سائیں دی خیر"

ب بولا :۔

"اوئے چھری دے جانیاں" ، "اوئے تینوں لڑے ناگ ، اوئے دومونہی"

"اوئے تینوں نِکلے گڑی ، اوئے تینوں بچھڑے جان"

"اوئے تینوں ماراں گولی او مرجانیاں ، تیرا بیڑا غرق"

"اوئے تیرا مرے خصم ! او تیرے خصم دی ماں . . . . . "

"اوتینوں لین چوہڑے"

جانور بے چارے سنتے ہیں، سمجھتے ہیں ـــ بول نہیں سکتے۔

بے، الف سے سبق حاصل کرے۔

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

۱۰۳۷

کائناتِ عالم کی ہر شے اپنا بدل رکھتی ہے۔ محبّت کا کوئی بدل نہیں۔ محب کو محبت کے سوا کوئی اور عطا۔ اگرچہ ہفت اقلیم کی شاہی ہو، کبھی مطمئن نہیں کر سکتی ـــــــ اور محبّت اگرچہ در در کی گدائی و رسوائی ہو محبّ کے لیے کافی ووافی ہوتی ہے۔

ایاز جب سلطانی خدمات سے فارغ ہوتا، ایک کمرے میں جاتا اور اس کمرے میں کسی اور کو کبھی نہ جانے دیتا۔ یہ خلوت اہلِ دربار کے لیے فکر کا پیش خیمہ بن گئی۔ سب نے سوچا ـــ ہو نہ ہو، اس کمرے میں شاہی نوادرات ہیں۔ محمود کو اکسایا کہ وہ اس کمرے کا بچشم خود معائنہ کرے۔ چنانچہ جب وہ اندر پہنچے تو ایک بکس دیکھا۔ جب اُسے کھولا، اس میں ایاز کے گڈریانہ ملبوسات بطور تبرّکات محفوظ تھے۔ وہی بھوری، وہی ڈھانگی، وہی کھونڈی، وہی ٹوپی، وہی پھٹے چھتّر اور وہی پیوند بھرا پیراہن۔ جسے وہ روز دیکھتا اور کہتا۔ "کہ ان کو کبھی نہیں بھولنا اور نہ ہی کبھی بدلنا"

محمود نے شرمسار ہو کر اپنی محبّت ایاز کو بخش دی۔ دربار میں آکر

محمودؒ ایازؒ سے یوں مخاطب ہوا :

"یہ تاج و سپاہ کس کی ہے"؟

ایازؒ نے عرض کی ۔ "آپ کی"۔

پھر پوچھا ۔ "یہ سلطنت، یہ خزائن کس کے ہیں"؟

عرض کی ، "آپ کے"۔

آخر میں کہا ۔ "یہ سب کچھ کس کا ہے"؟

ایازؒ نے عرض کی ۔ "آپ کا"

محمودؒ نے یہ فرما کر ۔

"یہ سب کچھ میرا ہے، اور میں تیرا ہوں"

داستانِ محبت کو مکمل کر دیا :

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۳۸

تیری محبت کے فراق میں گھلنا ۔ اور تیری محبت کے مزاج میں رہنا، نہ کچھ سُننا، نہ کچھ کہنا اے خسرِ وخُوباں جانم فدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دنیائے محبت کی مایہ ناز زندگی ہے ۔

مَا شَآءَ اللّٰہُ!

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۳۹

ابے کہتا کیوں نہیں ـــ

"میرے مطلب کی کوئی بھی چیز کسی کے پاس نہیں، ان کے پاس ہے"

"کِن کے"؟

"اوئے اُن کے"!

"تیرے پاس کی کوئی بھی چیز میرے کسی بھی کام کی نہیں"!

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُو الفَضْلِ العَظِیْمِ

۴۰۴۰

ایک نے کہا:

"جوتے کے تلووں میں طرح طرح کی غلاظت جمی ہوتی ہے، اور نماز میں بالکل ہی سجدہ گاہ کے قریب جوتا رکھنا مستحسن نہیں"!

دوسرا بولا:

"آپ کے نزدیک نمازی کے آگے جوتی ہو تو نماز نہیں ہوتی، لیکن کیا کریں، اگر پیچھے ہو تو جوتی نہیں ہوتی۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُو الفَضْلِ العَظِیْمِ

۴۰۴۱

ہوش تا حال :

جب ہر قول، ہر فعل، ہر انداز، ہر گناہ، ہر خطا، ہر قصور، ہر لغزش سامنے ہوئی جیسے کہ محشر کے دن ہوگی۔ سمجھو نسبت تام ہوئی ورنہ خام۔

اور یہی اقرأ کتابک کی عملی تشریح ہے۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم

۴۰۴۲

یہ توبہ کا اصلی مقام ہے۔

اس مقام پہ کھڑے ہو کر کوئی سالک جب توبہ کرتا ہے تو :

یہ توبہ **توبۃ النّصوح** کا درجہ رکھتی ہے

واللہ باللہ تاللہ ما شاء اللہ !

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم

۴۰۴۳

سلوک اِلی اللہ کے جُملہ مدارج توبۃ النّصوح ہی کے تابع ہیں۔

الحمد للحیّ القیوم فاللہ خیر الرازقین

۴۰۴۴

توبۃ النصوح کی برکات لامحدود ہیں اور فیوض بیان سے باہر

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللہُ ذُو الفَضلِ العظیم

۴۰۴۵

پہلے بھی کئی بار لکھا ہے، کہ دہلی والوں نے ایک توبہ ہی کی برکت سے سب کچھ پایا۔ آپ پہلے "وہ" تھے۔ اُن پہ اللہ کی رحمت نازل ہوئی ایک مسجد میں جاکر توبہ کی۔ مسجد سے قدم باہر رکھنے سے پہلے بامراد ہوئے۔ ماشاء اللہ!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللہُ ذُو الفَضلِ العظیم

۴۰۴۶

ایک پکی توبہ کتابِ سلوک کا ایک باب ہوتی ہے۔ کبھی گم نہیں کی جاتی اور نہ کبھی نظر انداز کی جاتی ہے۔
رہتی دنیا تک زندۂ جاوید رہتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللہُ ذُو الفَضلِ العظیم

۴۰۴۷

توبہ

ولایت کی اصل ہے۔

اللہ اپنے کسی بندے کی توبہ کبھی رد نہیں فرماتا۔ تائب کو " وَ اللّٰہُ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ " کا مژدہ جانفزا سُنا کر اپنی دوستی کے شرف سے مشرف فرماتا ہے۔ جیسے

کوئی غلام اپنے مالک کے حضور حاضر ہو کر ابدی غلامی کا یقین دلا کر مالک ہی کے در پہ ڈیرہ جما لیتا ہے، کسی بھی طرح واپسی کا خیال تک دل میں نہیں لاتا، رفتہ رفتہ مالک کے دل کو اپنی طرف مائل کر لیتا ہے۔

الحمد للحي القيوم
فالله خير الرازقين
وَ اللّٰهُ ذُوالفضلِ العظيم

۴۰۴۸

جب تک سالکِ طریقت کو اس قسم کی توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوتی، کوئی عمل کیا رنگ لا سکتا ہے، اور کیسے قائم رہ سکتا ہے؟

الحمد للحي القيوم
فالله خير الرازقين
وَ اللّٰهُ ذُوالفضلِ العظيم

۴۰۴۹

توبہ قوی العمل اور ثقیل المیزان ہے۔ اسے ایک پلڑے میں رکھ کر دوسرے میں ارض و سما رکھ دیے جائیں تو بھی نہ اُٹھے

الحمد للحي القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۴۰۵۰

اللہ رب العالمین کا اپنے بندے سے ایک ہی تو مطالبہ ہے کہ وہ توبہ کرے، پکی توبہ۔ اور پھر ہر طرف سے منہ موڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو

الحمد للحي القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۴۰۵۱

ایک راستہ میں کسی نے ایک پتھر پہ لکھا کہ کوئی راہگیر اس کے سوال کا جواب دے کر اس پہ احسان فرمائے۔

اہلِ وفا کون ہوتے ہیں؟

کسی نے جواب میں لکھا: "اہلِ توبہ"

سوال کنندہ نے مناسب جواب پاکر اسے اُٹھالیا۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۰۵۲

توبہ تائب کی پیشانی پہ اپنا نشان قائم رکھتی ہے۔ جیسے عسکری درجات کے امتیازی نشانات

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۰۵۳

توبہ

توبہ کا مفہوم یہ ہے کہ بندے کا ہر طرف و جانب سے منہ موڑ کر اپنے خالق و مالک کی طرف متوجہ ہونا اور ہر اس شئے سے، جو اللہ و رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ناپسند ہے کلیّتاً باز رہنا۔

حضرت فضیل قدس سرہ العزیز نے جب توبہ کی، اپنے ساتھی ڈاکوؤں کو بلاکر اعلان فرمایا۔ کہ میرے دوستو! میں نے توبہ کرلی ہے، تم سب کو اجازت ہے جہاں چاہو چلے جاؤ۔ میں نے جو کسی سے کہا سُنا ہو، اللہ کے لیے معاف کردو۔

گروہ میں ایک یہودی تھا۔ بولا: "میں نے تو اس وقت تک تجھے

معاف نہیں کرنا، جب تک تو اس ریت کے ٹیلے کو اُٹھا کر ادھر نہ رکھ دے"۔
چنانچہ اسی وقت آندھی آئی اور ٹیلے کو اڑا کر جہاں وہ کہتا تھا، رکھ دیا۔ پھر اس نے ریت سے بھرے ہوئے تھیلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:
سونے کی یہ بوری میرے پاس لا۔ جب دیکھا، ریت سونا تھی۔

یہودی پکار اُٹھا! بے شک تیری توبہ پکی ہے۔ میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ اگر تائب پہاڑ کو حکم دے کہ اس جگہ سے ہٹ جا۔ ہٹ جائے
مٹی کو سونا کہے، سونا بن جائے۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۵۴

توبہ بندگی کا مایۂ ناز مقام ہے۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۵۵

ایک توبہ، موت و حیات کے تمام حسابات مُکا دیتی ہے۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۵۶

جو مقامات محجُوب ہوتے ہیں، لیکن بندگی کی زَد میں ہوتے ہیں اور حَد میں ہوتے ہیں۔ وَا ہو جاتے ہیں۔ ماشاءاللہ!

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم

۴۰۵۷

توبہ :

توبہ کی توفیق عنایتِ ربّانی، کرمِ الٰہی اور فضلِ سبحانی پہ موقوف ہے اور یہ توفیق ربّ ذوالجلال والاکرام کی صمدیّت و مجدیّت واحسنیّت کی ایک حد ہے۔

خطابت کیئے جا، امامت کیئے جا، شب و روز سجدہ پہ سجدہ کیئے جا۔

جب تک دل سے توبہ نہیں کرتا اور ایسی باتیں کہنے سے — جو خود نہیں کرتے، باز نہیں رہتا —

"نہ اگلے اکیں نہ پچھلے پلا ہیں"

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم

۴۰۵۸

فقدانِ طریقتِ حاضرہ:

ہم عہد کے پابند نہیں، قول کے پکے نہیں، بول کے پورے نہیں۔
قول سے پھر جانا ہمارے لیے کوئی بات ہی نہیں۔

حالانکہ:

ارض و سما کی طنابیں قول ہی کی برکت سے قائم ہیں۔
جہاں کھڑا کیا جاتا ہے قائم نہیں رہتے،
جو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل نہیں کرتے،
جو علم اللہ نے بخشا اس پہ عمل نہیں کرتے، بالکل نہیں کرتے!
کسی بھی امر پہ ثابت قدم نہیں!

حضرت سلطان ابراہیم ادھم قدس سرہ العزیز
نے بلخ کی حکومت کے بدلے فقر کو خریدا

اور اکثر فرماتے:

"مجھے یہ سودا بڑے ہی سستے داموں مِلا"

ہمارا
عزم ناقص ، یقین متزلزل ، نظر کوتاہ

قدم سُست اور حوصلہ پست ہے

کسی بھی میدان میں نہیں ڈٹتے ،
ذرا سی بات پر لڑکھڑا جاتے ہیں ،
ہماری تکبیر سے دل نہیں دہلتے ،
نعروں کی گونج سے رَن نہیں کانپتا ،
غیرت کے جوش دلانے پہ بھی خون نہیں گرماتا ،
چہرہ آتش بار نہیں ہوتا ، نگاہیں آگ نہیں برساتیں ،
دِل نہیں تڑپتا ، جسم نہیں بپھرتا

گویا جمود طاری ہے ، موت کا جمود - اور یہ حال کسی بھی حال میں مستحسن نہیں - مذموم ہے -
اگر بدلا نہ گیا ، اور ابھی بدلا نہ گیا تو کیوں نہ بدلا ؟

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین
واللہ ذوالفضل العظیم

۴۰۵۹

عالمگیر صداقت کا نمونہ تلبیس ابلیس کا شکار ہو گیا
ھائے ھائے!

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

۴۰۶۰

عنایاتِ الٰہیہ کا متحمل نہیں، رموزِ کائنات کی امانت کا امین نہیں۔

اپنی خلافت پہ یقین نہیں،

صاحبِ لولاک کا شاہین نہیں،

ذرا سی عنایت پہ، بھڑک اٹھتا ہے، بہک جاتا ہے۔ اپنے آپ میں نہیں رہتا۔

پینا پلانا تو دُور کی بات ہے، گویا دیو پری کی داستان ہے،

میکدے کے باہر کی بُو کی تاب نہیں لا سکتا، بے خود ہو جاتا ہے

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

۴۰۶۱

دُنیا دین کی ضد ہے :

یہ تو بتلا، تُو نے دین کی خاطر دُنیا کی کس چیز کو چھوڑا ؟

اَدھم رحؒ نے

چالیس شہزادوں کی حکومت چھوڑی

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۶۲

خطابات و القابات نے ہمارا خانۂ طریقت برباد کر دیا۔
ہماری سج دھج پہ وہ تو شرمائے ،
ہمیں کبھی شرم نہ آئی :

اے جانِ من !
ہم راستباز نہیں ،
آخر یہ سب کیوں ؟
اس لیے کہ ہماری روزی طیّب نہیں مشکوک ہے ۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغْ ، وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

۴۰۶۳

ظاہر میں بال بھر کمی نہیں اور باطن میں کچھ بھی نہیں۔ گویا ظاہر پاک، باطن خاک۔

قارئین حضرات!

بندہ ان مقالاتِ حکمت میں اپنے ہی نفس سے مخاطب ہے، کسی دوسرے پہ مطلق تنقید نہیں۔ ہم نے جب بھی تنقید کی، اپنے ہی نفس پہ کی، کسی اور پہ نہیں!

واللہ! باللہ! تاللہ! ماشاءاللہ

سلوک کی منزل میں **سالک** اپنے ہی الجھے ہوئے معاملات کو سلجھانے میں محوِکار رہتا ہے۔ کسی دوسرے سے کوئی واسطہ مطلق نہیں رکھتا مگر اللہ کے لیے۔

بیشک یہ نفس، اور ہر نفس رذیل و ذلیل و کمین، ابلیس ملعون کا معتمد بیٹھو اور کسی بھی ستائش کے ہرگز لائق نہیں، شیطان انسان کے جسم الوجود کے اندر ہر وقت کسی نہ کسی انداز میں محوِ عمل رہتا ہے۔ یاس و حُزن، عجز و کسل و بخل و جُبن اس کے زہر آلود تیر ہیں جنہیں وہ اپنے محفوظ مورچے میں بیٹھا ہر کسی پہ چلاتا رہتا ہے۔ کوئی بھی اس سے محفوظ نہیں۔ ہر کسی کو اللہ اللہ۔ پھول کر کُپّا بنا دیتا ہے۔ آگے بھی کئی دفعہ لکھا گیا ہے۔ ہتھیلی پہ بٹھا کر آسمان پہ لے جا کر قہقہہ لگا کر کہتا ہے:

"ابے بتلا میرے پٹھے۔ تجھ کو کس بل پھینکوں اور کہاں پھینکوں؟"

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُوا الفَضلِ العَظِیم

۴۰۶۴

بندے کا **بندہ** بننا مشکل ہے۔

نہ **پیر** بننا مشکل ہے نہ **فقیر**۔

جب تک کوئی بندہ بندے کا بندہ نہیں بنتا، کچھ بھی نہیں بنتا! **بندہ** ہی بندے کو بندہ بناتا اور منزلِ مقصود تک پہنچاتا ہے۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۴۰۶۵

اسی طرح نہ **حکیم** بننا مشکل ہے نہ **ڈاکٹر**، مرض کی تشخیص مشکل ہے

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۴۰۶۶

میدان کی پکار سنتے ہی میدان میں کود پڑتا، کوئی کام کسی بھی قسم کا کوئی مسئلہ یا مصروفیت اسے کبھی روک نہ سکتی۔ کسی اسباب کا پابند نہ ہوتا۔ جس بھی حال میں ہوتا حاضر ہو جاتا۔ کرّوبیّین مردانگی کے جوہر کی داد دیتے، عش عش کرتے، کسی کثرت کو کسی خاطر میں مطلق نہ لاتا۔

محبوب کے موئے مبارک کو سر کی ٹوپی کا حرز بنا کر چٹان سے ٹکرا جاتا۔

پاش پاش کر دیتا۔ اگر کسی مقام پہ بے بس ہو کر نعرہ مارتا۔ خدا کی قسم! ساری خدائی کو میدان میں پاتا۔

اور اے میرے نوجوان!

تیرے گرز تھامنے والے ہاتھوں کی انگلیوں پہ یہ زنانہ سُرخ پالش! مردانگی کی گراوٹ کی انتہائی حد ہے۔ بتا اس سے آگے اور کیا مقام ہوگا؟

تیری ماں تجھ پہ روئے، **باز آ**!

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۶۷

اپنے نفس کو ذلیل اور قابو میں رکھ۔ جو اسے بُرا کہے، بُرا مت مان! بے شک یہ ایسا ہی ہے۔ حرام کاموں سے کبھی باز نہیں رہتا، مسجد میں بھی نہیں۔

حسد و کذب و غیبت و نمیمت مطلق حرام ہیں، یہاں تک کہ نماز و روزہ کے ثواب کو کھا جاتے ہیں۔ نیکیوں کو ایسے جلا کر راکھ بنا دیتے ہیں جیسے آگ سوکھی لکڑی کو!

قرآنِ کریم اور سنتِ مطہرہ کا داعی خود ممنوعات کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۶۸

اوزار کا بے جا استعمال دھار کو کُند کر دیتا ہے۔ بدن کا ہر عضو جسم کا اوزار ہے

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۶۹

تدبیر

انسانی فطرت کا وہ جُز ہے، جس سے کوئی انسان کلیتاً دست بردار نہیں ہوتا۔ ہو سکتا ہی نہیں۔ اگرچہ پرلے درجے کا مومن، اعلیٰ درجے کا متوکّل اور اولیٰ درجے کا موحّد ہو۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۷۰

دِل سے مان!

اللہ بادشاہوں کے بادشاہ، ربّ ذوالجلال والاکرام کے ملک میں کسی بھی غیر کو کسی بھی امر پہ کوئی قدرت حاصل نہیں مطلق نہیں۔ جو ہوتا ہے، جیسے ہوتا ہے ارادتِ ازلی ہی کے ماتحت ہوتا ہے۔

سبے دل مت ہو، اللہ حاضر و ناظر ہے۔ دیکھتا ہے، سنتا ہے، جانتا ہے۔
پھر یہ خوف کیسا اور گھبراہٹ کیسی؟ جو قدرت و عظمت اُس دِن تھی آج بھی ہے
اور کل بھی ہو گی۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۱۰۷۴

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے جمیع علائق سے منقطع ہو کر اپنے اللہ کو حاضر و ناظر، کافی و وافی پا کر حسبنا الله و نعم الوكيل کہا، اور میلوں بھر بھڑکتی ہوئی آگ میں کود پڑے۔ آگ گلزار بن گئی اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے ایمان کا یہ نمونہ قیامت تک مومنین کے لیے مشعلِ راہ بنا۔ جب تک ہم اپنے رب کی قدرت و عظمت پہ ایسا ایمان نہیں لاتے، کس وکالت و کفالت کے دعویدار ہو سکتے ہیں؟

ستر بار تو بتا چکے۔

حال ماضی کا شاہد ہے۔ جو چیز ماضی میں تھی، حال میں بھی ہے۔ اگر حال میں نہیں تو ماضی میں بھی نہ تھی۔ ماضی کو دیکھنا ہو تو حال کو دیکھو۔ اور حال کو ماضی پہ فوقیت حاصل ہے! مَاشَآءَ اللہ!

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۴۰۷۲

ذمّہ دار یا سردار ــــ خادم یا مخدوم

ذمّہ دار بن ، سردار مت بن ۔ خادم بن ، مخدوم مت بن

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۷۳

ہر کسی پہ باہر جانے کا بُھوت سوار ہے ۔

باھر کیا لینے جاتے ہو ؟ جو باہر لینے جاتے ہو ، کیا تیرے اپنے وطن میں نہیں ؟ اپنے وطن کی مٹی کو گوہر جان اور اپنی تمام صلاحیّتیں اپنے وطن کی خدمت کے لیے وقف کر ! یہاں کا کھانا اُس کھانے سے کہیں بہتر ہے ۔

بیرونی آسائشی اشیاء میں مَت اُلجھ ، یہ بیرونی کھلونے کچھ بھی نہیں اپنے وطن کی آپ بنائی ہوئی چیز کو ہر چیز سے افضل جان ۔

اپنے وطن کی خاکروبی وہاں کی سرداری سے بدرجہا بہتر ہے ۔ ماشاءاللہ !

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۷۴

اَبّا پُھولے نہیں سماتے ۔

"دو مُنڈے باہر ہیں ماشاء اللہ!"

بڑے میاں! اگر سب باہر چلے گئے، اندر کون رہے گا؟ کبھی اہلِ وطن بھی وطن کو چھوڑ کر کہیں جایا کرتے ہیں؟

تیرا وطن چھوڑ کر باہر جانا تیرے وطن کی شان کے شایان نہیں۔

کاں کونجاں نوں طعنے دیندے
یا تاں تہاڈا دیس کُچجڑا یا پیٹ نگاری

بچڑے چھوڑ مسافر ہوئیاں
نت اُڈنے دی رہوے تیاری

وطن کی آن بان پہ جان قربان کرنا اہلِ وطن کی شان و ایمان ہے۔ تیرا وطن تیرا گھر ہے۔ کبھی کسی نے اپنے گھر کو بھی خالی چھوڑا ہے؟

کیا عجب خمار ہے۔ "مُنڈے کو فلائی کرنا ہے"

جَو کی روٹی کھا کر، کھال کا پانی پی کر اپنے وطن کی خدمت میں محوِ عمل رہنا باہر کے نان و حلوہ سے ستّر درجے بہتر ہے، جو محنت باہر جا کر کرنی ہے، اپنے وطن میں کر! اہلِ وطن کی محنت وطن کی ترقیات کی امین ہوتی ہے۔

میری جان!

واپس آ، اور اپنے وطن کی تعمیر میں مصروف ہو! تیرا وطن

تیری خدمات کو کبھی فراموش نہیں کرے گا : ماشآء اللہ !

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللہ ذُو الفَضلِ العَظِیم

۴۰۷۵

پردیس جانے والو !

تیرے اپنے دیس کا سینہ انمول معدنیات کا خزینہ ہے ، آب و گِل ہی کا دفینہ نہیں ۔

ھٹّی کی ھٹّ کے لپاندی

ٹیلی ویژن ، وی سی آر ، بلیو پرنٹ

میرا ایک ہم نشیں بولا !

میں ان پہ تُھوکتا بھی نہیں ،

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللہ ذُو الفَضلِ العَظِیم

۴۰۷۶

اندر کوئی بُرائی نہیں ہوتی ، **باھر سے** آتی ہے ۔ جو بھی بُرائی اندر آئی ، باہر سے آئی ، اور باہر کوئی بُرائی بُرائی متصوّر نہیں ہوتی ۔ اگرچہ سرِ عام وہ ....

اور ساحل کے کنارے "غسل دھوپ ۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۷۷

اگر

دین کے لیے جاتا ، دین تیرے سفر پہ اِتراتا ، قدم قدم پہ رحمت پاتا
برکات تیرا استقبال کرتیں ۔ اور دین تیری کسی بھی خدمت کو کبھی نظر انداز نہ کرتا
کائنات کی ہر شئے تیری خدمت میں اپنی خدمات پیش کرتی جو کہتا اگر کرتا بھی
اللہ اللہ !

ایک تذکرہ بن جاتا ۔ زندہ و جاوید تذکرہ ! ماشَآءَ اللہ !

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۷۸

کثرت وحدت سے ہے لیکن وحدت میں کثرت نہیں ہوتی ۔
پھیلنا اور سکڑنا مادیات کے بنیادی اصول ہیں ہر شئے گرمی سے پھیلتی
اور سردی سے سکڑتی ہے

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۷۹

طِبّ ہماری طریقت کا ایک ضروری باب ہے۔

ہم نے اپنے اللہ سے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ تیری مخلوق کو تیرا کنبہ سمجھ کر فی سبیل اللہ خدمت کریں گے۔ اور کسی بھی خدمت کا کسی سے کوئی عوضانہ نہ لیں گے۔ ماشاءاللہ

مطب کا معمول:

چند چیزیں ہوتی ہیں، عطاریات نہیں، اور ہمارے مطب کا معمول ۱۴۲ و ۱۷۷ ہیں۔

مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۸۰

تیرے وہ پُراسرار بندے، جو تیری دنیا میں مسافروں کی طرح رہتے، مُردوں کی طرح جیتے اور مُردوں کی طرح مرتے ہیں۔ جن کی نظروں میں تیری دنیا کی کوئی بھی شے اور کوئی بھی منصب مطلق نہ جچتا، آج کہیں نظر نہیں آتے۔ نہ معلوم کدھر چھپ گئے، ان کے بغیر بزمِ کونین میں کوئی رونق نہیں۔

وہ گزرا ہوا دور ـــ وہ چھنی ہوئی عظمتیں ـــ وہ کھوئی ہوئی رفعتیں، وہ لٹی ہوئی سطوتیں پھر سے لا۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ! اٰمین اٰمین اٰمین!

ان کا عزم بالجزم ہوتا ، کبھی نہ بدلتا ۔ اگرچہ دنیا بدل جاتی ، بے شک وہ تھے پورے کے پورے اسلام میں داخل ، جب بھی میدان میں اُترتے ، سکے بٹھا دیتے ، تیرے سوا تیری قسم ! کوئی بھی شئے نہ رکھتے ۔ اور تو اور ۔ تو اسے کون و مکان کے خالق و مالک ، والی و وارث ۔ ان کے لیے کافی ہوتا اور وافی ہوتا ۔ تیری غیرت ان گرد و غبار میں لپٹے ہوؤں کے عزم کی داد دیتی ، اور گوارا نہ کرتی کہ ناکام پھریں ۔ جب بھی میدان میں وہ تہی دست تیری رحمت کو پکارتے ، رحمت نازل ہوتی اور ضرور ہوتی ۔

آج یہ فریادیں ، یہ درد و کرب کی آہیں ، یہ نالے ، یہ سسکیاں ، جو کبھی کُن فیکون کے مقام کی امین ہوتیں ، کیوں قبول نہیں ہوتیں ؟ ہمارے اعمال تو جیسے بھی ہیں ، ہیں ہی ۔

اپنے حبیب اقدس واکمل واکرم واجمل واطیب واطہر رُوحی فدا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی ناموس کا اکرام فرما ۔ ہم سے درگزر فرما اور ہمیں ہمارا کھویا ہوا مقام بخش ۔

یا حیّ یا قیّوم ! یا ذا الفضل العظیم ، و اللہ ذوا الفضل العظیم ! و اٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین و الصّلوٰۃ و السّلام علی رسولہ الکریم ! یا حیّ یا قیّوم ! اٰمین ! اٰمین ! اٰمین

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

وَاللّٰہُ ذُوا الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۸۱

اگر یہ رسالہ دُوسری جماعت کے کسی بچّے کو بھی پڑھایا جائے، وہ کہے گا، کہ: "ہم سے مراد مؤرّخ نہیں پُوری قوم ہے۔ جیسے کہ اخیر فقرہ میں وضاحت کی گئی ہے۔ سب کے سب مُسلمان ہیں!

ہماری تبلیغ ماشاءاللہ بین الاقوامی پیغام کی امین ہے، اور رہتی دُنیا تک اسی آب و تاب سے جاری رہے گی حتّٰی کہ زمین و آسمان کی طنابیں ٹوٹیں۔ کوئی روک، کسی کی بھی کوئی روک، اللہ تعالیٰ کے اس پسندیدہ دین کی تبلیغ کی راہ کو کبھی روک نہیں سکتی۔ یہ تبلیغ صرف اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ ہی اس کا حامی و ناصر ہے۔

ہمارا پیغام!

اِتّحادِ بین المُسلمین ہے

کسی کی مخالفت اس بین الاقوامی اور مقبول الاسلام پیغام کو روکنے کی کیا قدرت رکھتی ہے؟ اتّحاد بین المُسلمین کا یہ پیغام اسلام کی حقیقت کا مظہر ہے

واللہ! باللہ! تاللہ! ماشاء اللہ!

اِنتشار نے ہمیں بڑی ٹھیس پہنچائی۔ جو کام وہاں ہم نے کرنے تھے، وُہ کرتے ہیں۔ اگر اب بھی نہ سمجھے پھر کب سمجھو گے؟ (بحوالہ جون ۱۹۷۱ء)

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۸۲

تبلیغ میں ذاتیات نہیں، دین ہوتا ہے۔ اور حسد عین ذاتیات ہے

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۴۰۸۳

اِسی طرح اے جانِ من!

اللہ کے رفاہی ادارے اللہ ہی کے محتاج ہوتے ہیں۔ جب تک ذاتیات کی زد میں آکر ذاتیات کا شکار نہیں ہوتے، پھُول کی طرح ٹہکتے، کلی کی طرح مہکتے اور کہکشاں کی طرح اوجِ ثریّا پہ جگمگاتے ہیں۔

ذاتیات ختم کر، کلّیتاً ختم، مُنہ کے بل گرا، گھسیٹ کر باہر لا۔
نافع النّفس مُنکر، نافع النّاس معرُوف۔

رفاہی اداروں میں ذاتیات کوئی مقام نہیں رکھتی۔ مخلوق کے فلاحی اداروں کا مُعطی خالق۔ واللہ باللہ تاللہ ماشاءاللہ

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۴۰۸۴

کسی بھی چیز کے بے جا استعمال میں برکت نہیں ہوتی، فِتنہ ہوتا ہے۔
اِسی طرح اختیار اور اِسی طرح مصارف

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرّازقين
وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۴۰۸۵

ذِکر کے ساتھ بیان اور بیان کے ساتھ ذِکر لازم و ملزُوم ہے۔

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرّازقين
وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۴۰۸۶

صبر سے رحمت کا انتظار کر، اِتنی جلدی تو بازار سے "گوگنوں" بھی نہیں ملتے۔ اور رحمت کا انتظار بہترین اور مقبول ترین عبادت ہے۔

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرّازقين
وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۴۰۸۷

اُمّی بن کر جا ، فیض پا کر آ۔

مادہ سے راکھ اور راکھ سے اکسیر ہے۔ تپش مادہ کو راکھ بناتی ہے۔

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۸۸

کھا کر دیکھ لو، اور کر کے دیکھ لو۔

حلال و حرام سے پانچ چیزیں متاثر ہوتی ہیں۔

جسمؔ، عقلؔ، روحؔ، نفسؔ اور قلبؔ

حلال کی برکت اور حرام کی نحوست ان پانچوں پہ چھا جاتی ہے اور اقوال وافعال اور حرکات وسکنات میں جلوہ نما ہوتی ہے۔

حلال خوش آمدید! اَھْلاً وَّسَھْلاً

حرام مردُود، دُور دُور دُور

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۸۹

انسانی جسم الوجود میں رُوح، اللہ ربّ العالمین کا ذاتی نور ہے۔ جب رُوح مطمئن نہیں کہ وہ سیدھی راہ پہ ہے، میری جان! کوئی حیلہ کارگر نہیں ہو سکتا ـــــ رُوح کو مطمئن کرنے کے لیے امر بالمعروف

اور نہی عنِ المنکر پہ عامل ہونا ضروری ہے۔

آپ سات سمندر پار سے **دارُالاحسان** میں تشریف فرما ہیں۔ اللہ اپنے فضل و کرم سے آپ سے راضی ہو، آمین، رُوح مُطمئن ہو، آمین!

رُوح جسم الوجود میں پردہ نشین ہے اور نفس جب تک رُوح کی بیعت نہیں کرتا، نامحرم گردانا جاتا ہے۔ اور رُوح کبھی بے نقاب نہیں ہوتی، اگرچہ ستّر ہزار صحائف کو ازبر کرو۔

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللہُ ذُوا الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۹۰

رُوح کا صرف ایک ہی مطالبہ ہے۔ کہ اس کا نفس اس کے سوا کسی اور سے کوئی واسطہ مطلق نہ رکھے۔ نہ ہی کسی بھی غیر کا کوئی حکم کسی بھی انداز میں کبھی مانے۔

و اٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین و الصّلوٰۃ و السلام علی رسولہ الکریم!

اور یہ طریقت کا ازلی، ابدی، فطری اور نہ تبدیل ہونے والا اٹل قانون ہے۔ واللہ! باللہ! تاللہ!

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرزقین

وَاللہُ ذُوا الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۹۱

جس بھی کسی کے پیچھے کوئی پیادہ یا پیادے لگ جائیں، پھر کیسے وہ کہیں آرام سے ٹِک سکتا ہے یا کب کہیں چھُپ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں اور کبھی نہیں۔

ساری دُنیا تھک کر بیٹھ جائے تو بیٹھ جائے، جنون کا پیادہ بھی کبھی تھکا کرتا ہے؟ کبھی نہیں، اور پھر ان کی محبت کے جنون کا پیادہ! اللہ اللہ! مَاشَآءَ اللہ: جب تک ان کے کوچہ کا غبار بن کر اندر داخل نہیں ہوتا کبھی باز نہیں رہتا، اگرچہ بوٹی بوٹی کر دی جائے، یا پرِی کی طرح پر نوچ کر دھرت پہ پھینک دی جائے۔ اور اندر کوئی داخل نہیں ہو سکتا، کبھی نہیں ہو سکتا مگر غبار۔ جب بھی کوئی اندر داخل ہُوا غبار ہی بن کر ہُوا۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۹۲

غبار ایک ہستی تھا، مایۂ ناز ہستی۔ گِھستے گِھستے، پِستے پِستے اور مِٹتے مِٹتے غبار بن گیا۔

غبار اور صرف غبار ہستی کی قید سے آزاد ہوتا ہے۔ جدھر چاہے، جہاں چاہے چلا جائے، کوئی روک غبار کو کہیں جانے سے کبھی روک نہیں سکتی۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۹۳

جسم الوجود میں "شوق" کے پیادے جب "خنّاس" کے پیچھے لگ جاتے ہیں، بس لگ ہی جاتے ہیں۔ جب تک اُسے ہرا نہیں لیتے، کبھی پیچھے نہیں ہٹتے، یہاں تک کہ سرِ میدان دونوں ہاتھ کھڑے کردے۔

یا حیّ یا قیّوم : انت ربی عزیز الکبیر و انت ربّی قویّ العزیز یا حیّ یا قیّوم ! انت ربّی ذوا الفضل العظیم ! و انصرنی علیٰ اعداءِ (سبیل) ربّ العٰلمین : اٰمین ! اٰمین ! اٰمین !

"شوق" رُوح کا میرِ لشکر ہے۔ جب تک اپنے مدِ مقابل "خنّاس" سے مردانہ وار نپٹ نہیں لیتا، کبھی باز نہیں رہتا۔ ہر حال میں جد و جہد جاری رکھتا ہے، جیسے قرونِ اولیٰ کے شاہ شیخ شبلیؒ،

شوق نے آپ کو بارہ سال سونے نہ دیا۔

اور ہم رات کو رات بھر سونے کے باوجود جاگنے سے معذور ہیں

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیرا الرّازقین

وَاللّٰہُ ذُوا الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۹۴

ہر موجود کا شہود وجود ہی کے لیے ہے، اور انسان عین الوجود ہے

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیرا الرّازقین

۴۰۹۵

اگر ہو، ـــــ تو فقر

بندہ نوازی اور خدائی بے نیازی کا مظہر ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۹۶

اور یہ شرف کسی اولاد مخلوق کو نہیں، نہ ہی وہ اس کی متحمّل ہو سکتی ہے!

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُوا الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

۴۰۹۷

فقر اور صرف فقر اللہ کی وہ مخلوق ہے، جو اللہ سے اللہ کے سوا کسی اور شئے کا طالب نہیں، اور نہ ہی کوئی شئے اسے اپنی طرف متوجہ کر سکتی ہے اگرچہ ہفت اقلیم کی شاہی ہو۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُوا الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ
یا حیُّ یا قیُّومُ!

۴۰۹۸

تیرے رندانہ انداز کے شیدائی و تماشائی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تیری راہ تک رہے ہیں۔ آ بھی جا! سب شدت سے اور مدت سے بیتاب و منتظر ہیں۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ!

۴۰۹۹

چلتے چلتے ایک مرغزار میں پہنچے۔ رنگا رنگ کی بھینی بھینی خوشبو سے سارا جنگل مہک رہا تھا ــــ ایسی مہک ــــ اللہ اللہ ارم میں بھی نہ دیکھی .....

جنگل کی بُوٹی سے خطاب

"اے چُپ کیوں ہو؟ بولتی کیوں نہیں؟ سُنا ہے کوئی بلانے والا ہو تو بولا بھی کرتی ہو! آج کیوں چپ ہو؟ ــــ اپنا نام تو بتا! تجھے کس نام سے پُکارا کرتے ہیں؟ تیرا دیس کونسا ہے؟ کہاں اُگتی ہو؟ اور کس کام آتی ہو؟"

"ہم سے پردہ مت کر! اپنا جوہر مت چھپا! بتا اے نازک کومل بوٹی، تُو کس مرض کی دوا اور کس درد کی شفا ہے؟ ہم تجھے کبھی بے جا استعمال نہیں کریں گے! اپنے لیئے نہیں، رب ہی کے لیئے استعمال کریں گے۔"

"تو خودرَو ہے، جنگل میں اُگتی ہے، پلتی، پھلتی پھولتی ہے اور پھر اپنے جوہر

کا مظاہرہ کیئے بغیر خاک میں مل جاتی ہے۔ ہم سے تیری یہ بے قدری دیکھی نہیں جاتی۔ رونا آتا ہے۔ دنیا تیرے خواص سے بے خبر ہے، اور اسی بے خبری کی بدولت تجھ سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتا۔ حالاں کہ اللہ ربّ العٰلمین نے کوئی بھی چیز عبث پیدا نہیں کی۔ اور پھر تیرے جیسی نازک اندام سبز ساڑھی میں ملبوس گول مول بالیاں پہنے اور نایاب عطریات سے معطّر۔ ماشا اللہ!"

"تمہاری دمک، تمہاری مہک یہ تسلیم کرنے پہ مجبور کرتی ہے، کہ تم اس علاقہ میں بسنے والے سب لوگوں کی امراض کا شافی علاج ہو" ماشا اللہ!

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين
وَاللّٰهُ ذُوا الفَضْلِ العَظِيم

۴۱۰۰

یہ ماضی کا ایک واقعہ ہے:

ایک درویش نے ایک بُوٹی سے پوچھا، "اری بتا تو سہی، تُو کس کام آتی ہے؟"

بولی، یا حضرت میں کیا بتاؤں مجھ میں میرے اللہ نے کیا کیا صفات بھری ہوئی ہیں — سب سے بڑی یہ، کہ جو مجھ کو چالیس دن پی لے، اللہ کا **ذکر** کرنے لگ جائے۔ ماشا اللہ!

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين
وَاللّٰهُ ذُوا الفَضْلِ العَظِيم

۱۴۰۱

کراماً کاتبین جو تیرے پاس ہیں، وہ تو تجھے نظر نہیں آتے! یہ درخت، یہ پتھر، یہ مٹی کے ڈھیلے — غرضیکہ موجودات کی ہر شئے تیری آواز کو سُنتی اور تیرے حال پہ روتی ہے۔

اے جانِ من! تُو جلوت میں ہے، کبھی خلوت میں نہیں۔

تشریح مقالہ نمبر ۴۰۶۴

بڑے میاں! آج تک جتنے بھی اللہ کے بندے بنے، بندوں ہی نے بنائے۔
یہ آگ میں جلانے والی لکڑی تھی، بڑھئی نے اِسے منبر بنایا۔
اِسی طرح اِس لوہے کی بے قدر ڈلی کو لوہار نے تلوار۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۱۴۰۲

باہر کوئی شئے نہیں، اندر ہے۔ جو اندر نہیں، باہر بھی نہیں۔

ھُوَ الاَوّلُ ھُوَ الاٰخِرُ ھُوَ الظَّاھِرُ
ھُوَ البَاطِنُ

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۱۴۰۳

کونسی وہ حکمت ہے جو قرآن حکیم میں نہیں،
کونسی وہ نعمت ہے جو سُنّتِ مطہرہ کی اتباع میں نہیں، اور کونسا وُہ میوہ ہے
جو تیرے اِس باغ میں نہیں!
بڑے میاں!
کھا کر ہی میوہ کی لذّت و قوّت محسوس ہو سکتی ہے۔

الحمد للحي القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۱۴۰۴

اِنتخاب در عالمِ شباب

جو منزل عالمِ شباب میں اختیار کی جاتی ہے کامیاب ہوتی ہے۔ جب کوئی دنیا کے کسی بھی کام کے قابل نہیں رہتا، اس کام کو، جو ہر کام سے افضل ہے، کیسے کر سکتا ہے، کما حقہٗ، کیسے کر سکتا ہے؟

بڑے میاں!

یہ کام جو تیری نظروں میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا، کائنات کے وجود و قیام کا ضامن ہے اور جب یہ کام (اللہ کا ذکر اور اللہ کے دین اسلام کی تبلیغ) ختم ہوا، کائنات کا خاتمہ ہوا۔ اس کام کے لیے بڑھاپے کا انتظار نہ کر۔ جب

ہاتھوں میں رعشہ، پاؤں میں لرزہ، سماعت و بصارت میں ضعف اور قُوّت میں کمی غالب آجائے، تب تیرا اس طرف آنا کیا انقلاب لاسکتا ہے؟ اس کام کو نظر انداز نہ کر، ہرگز نہ کر، اس طرف آ، اسے اپنا، شیب کا انتظار نہ کر، شباب میں آ، اس میں جان کھپا، یہ ہے کیمیا۔

اور اے جانِ من!

یاد رکھ ہم نے یہاں سدا نہیں رہنا اور نہ ہی لوٹ کر آنا ہے۔ آنے اور جانے پہ واویلا ہی واویلا اور پچھتانا ہی پچھتانا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۱۴۰۵

غور فرمائیں، کہ بدی سے بچنے کے لیے کیا یہ کافی نہیں کہ،

اللہ تجھ کو دیکھتا ہے

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۱۴۰۶

شُکر بندگی کا بلند و بالا مقام ہے، صَبر میانہ اور رَضا ادنیٰ

الحمد للحیّ القیوم
فَاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ !

فیّ :

بندہ اگر صبر نہیں کرے گا تو کیا کرے گا ؟ شکوہ صبر کے اجر کو کھا جاتا ہے لیکن کسی نقصان کی تلافی نہیں کرتا ، یہ شرف اللہ نے صرف شُکر ہی کو بخشا ہے

۱۴۰۷

بعض کام بعض کو زیب نہیں دیتے ۔
اپنے اپنے مقام پہ سوچیں ۔
کیا یہ کام جو آپ کرتے ہیں ، آپ کو زیب دیتے ہیں ؟

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۱۴۰۸

کسی کے فراق میں گھُل گھُل کر بِسمل کی طرح لوٹنا عاشقانِ طریقت کا

حِیّ اکبر !

خونِ جگر پینا اور شام و سحر اشکوں کی لڑیاں پرونا النسب معمول اور وظیفۂ مقبول ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۱۰۹

ایک مجلس میں مختلف طریق کے چند دوست حسبِ معمول اکٹھے ہوئے ۔ سب کے سب آپس میں ایک دوسرے کے خیر خواہ اور دوست تھے ۔ نفاق کا نام تک نہ تھا ۔ باتوں باتوں میں ہنستے ہنستے ایک نے ایک سے کہا :

" مجھ کو ایک فقرہ میں مطمئن کرو ، جسے کوئی دلیل جھٹلا نہ سکے "

ذرا سنیئے ۔ فقرہ بھی چھوٹا ہو !

" آدم کا مُنکر شیطان ہے "!

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۱۱۰

شُکر بلا کو نادم ، شیطان کو کھسیانہ ، اور رضا کو راضی کرتا ہے

اور یہ مقام کسی اور صفت کو حاصل نہیں

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۱۱۱ھ

کائنات کی ہر شئے کا وجود :

حضورِ اقدس حضرت محمدؐ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

کے ظہور کی بدولت ہے ۔

اگر وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا ۔

نہ آسمان ہوتا نہ زمین ۔ نہ حیوانات نہ نباتات ، نہ معدنیات نہ جمادات

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیرا لرازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۱۱۲ھ

وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ

" اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو "

طریقت الاسلام کی " پی ایچ ڈی " ہے ۔

اس مقام پہ کھڑا ہونا تیرے میرے بس کی بات نہیں ، عنایتِ الٰہی پہ موقوف ہے ۔
یہ مقام کسبی نہیں ، وھبی ہے ۔ اسے اصطلاح میں مراقبۂ مَعِیت کہتے ہیں

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیرا لرازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۱۱۳

شاہ جہان نے تختِ طاؤس پہ دو کروڑ روپے خرچ کیے۔ اور اس اسراف کا کفّارہ بہادر شاہ ظفر کو بھگتنا پڑا۔

کیا ایک بادشاہ کے بیٹھنے کے لیے ایک مسند کافی نہ تھی ؟

کیا ہی خوب ہوتا، اگر ایسے تختِ طاؤس کی بجائے جو بعد میں ندامت کا موجب بنا، کسی بوریا پہ بیٹھتا۔ اگر عیش و عشرت کے حشر سے باخبر ہوتا، کبھی ایسے نہ کرتا۔

اُس دَور کے دو کروڑ آج کے اربوں کے برابر ہیں۔ اگر احیائے دین پر خرچ کیے جاتے، رنگ لاتے۔

الحمد للحي القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۴۱۱۴

ریلوے سٹاف کو وردی کیسے عطا ہوئی؟

پہلے پہل جب ریل گاڑی جاری ہوئی، ایک حکمنامہ جاری ہوا "کہ فلاں دن وائسرائے ہند فلاں وقت گزرے گا۔ تمام سٹاف ریلوے سرکاری وردی میں اپنے اپنے کام و مقام پہ چوکس رہے۔"

اس وقت ریلوے سٹاف کو وردی میں صرف کوٹ ملتا تھا ۔ ایک بنگالی نے جراٗت سے کام لیا ۔ اپنے عملہ سے کہنے لگا :

" کیا میں آج تم سب کے لیے پتلون نہ منظور کروا دوں ؟"

چناں چہ وُہ بغیر پتلون پہنے ٹوپی و کوٹ پہن کر ڈیوٹی پر جا کھڑا ہوا ۔ ریلوے کے بالا حکام نے اس "گستاخی" کی جواب طلبی کی تو اس نے وہ حکم نامہ دکھایا ، جس میں لکھا تھا کہ تمام سٹاف سرکاری وردی میں ہو ۔ چوں کہ پتلون سرکاری وردی میں شامل نہیں ، میں نے نہیں پہنی ۔ میں کیوں کر اس حکم نامہ کی عدولی کر سکتا تھا ؟

اس واقعہ کے بعد پتلون سرکاری وردی میں شامل ہو گئی ۔

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۱۱۵

جتنے حکماء ، اُتنے معمولات

ہر حکیم کے مطب کا معمول ہوتا ہے ۔

ایک کا دوسرے سے نہیں ملتا ۔

ہمارے شیخ الشیوخ شاہ امیر الحسن صاحب سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مطب کا معمول بارہ سنگا ـــــــ اور دار الحکمت

کے مطب کا معمول سفوف حنظل ہے۔ مطب کے معمول میں
برکت ہوتی ہے

الحمد للحي القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰہُ ذُوا الفَضلِ العَظِیم

۴۱۱۶

پہلے بھی کئی بار بتا چکے۔

رِیس کرو، مگر ہر بات کی مت کرو۔

ہر کوئی، ہر کسی کی، ہر بات کی کیسے رِیس کر سکتا ہے؟

حضرت صاحبؒ ہیضہ کے مریض کو فرماتے:

"ابے جا تربوز کھا"

اسی طرح نمونیہ کے مریض کو۔

"کھٹی لسّی پلاؤ، ابے سُنا نہیں، لسّی میں چاول ڈال کر کھلاؤ۔"

ماشاء اللہ دونوں کو شفا ہوتی!

الحمد للحي القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰہُ ذُوا الفَضلِ العَظِیم

۱۱۱۷ھ

من کی تعمیر گویا ملت کی تعمیر ہے۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُو الفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۱۱۱۸ھ

اَموال و اِملاک جب ضرورت سے تجاوز کر جاتے ہیں، فِتنہ بَن جاتے ھَیں

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُو الفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۱۱۱۹ھ

تَرک اُمّ الصّفات ہے۔

تَرکِ تام کا مرکز راحت کدہ بننے لگا۔ اللہ اللہ

جن چیزوں سے سختی سے روکا گیا، گھٹائیں بن کر چھانے لگیں۔ غور سے سُن! کان کھول کر سُن! ترک ہی کی بدولت مقامات تمکین الوریٰ ہوتے ہیں۔ محلات و باغات کی بنا پہ نہیں۔

الحمد للحيّ القيوم فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُو الفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۱۲۰/۴

قیمتی چیز منہ مانگی قیمت پاتی ہے ـــــــــــــ ہر چیز نہیں۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۱۲۱/۴

بات نہیں، صِفات پیدا کر۔ ملکوتی و جبروتی صِفات!

بات حَباب ـــــــ صِفات گوہر بات گفتار ـــــــ صِفات کِردار

بات صِرف سامعین کو خوش کرتی ہے اور بس۔ بار بار بتا چکے، سو بار بتا چکے۔

رحمت کا نزول بات پہ نہیں صِفات پہ موقوف ہے۔

رحمت، نصرت، برکت، فتح، گفتار پہ نہیں، کردار پہ عنایت ہوتی ہے۔

اے ھمنشیں!

اللہ کا کُن تیری بات کا نہیں، صِفات کا منتظر ہے۔ مٹی کا یہ بُت صِفات ہی سے اشرف و افضل ہے۔ یہ دَور بات کا نہیں صِفات کا ہے۔ ہر کوئی ہر قسم کی بات کر چکا لیکن حال جُوں کا توں ہے۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۱۲۲

خلفائے راشدینؓ میں سے کسی ایک کے کردار کا نمونہ تو کسی نے کیا پیش کرنا ہے، جھلک پیش کرو۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْم

۱۲۳

حضرت عمر فاروقؓ کا رودبارِ نیل سے خطاب :

خلیفۃ المؤمنینؓ نے گورنر کے خط کا جواب گورنر کو نہیں دیا۔ نیل کا معاملہ تھا نیل ہی سے مخاطب ہوئے۔

"اے نیل گر تو تابع ربّ ذوالجلال ہے

او ئے سُن!

پھر کیوں نہ تو بہے، تیری کیا مجال ہے" اس خط کے نیل میں گرنے کی دیر تھی کہ رودِ نیل میں سیلاب آگیا۔ ٹھاٹھیں مار مار کر بہنے لگا، پھر اُس دن کے بعد نیل نے کبھی بہنا بند نہیں کیا۔

اسی طرح — پھر کبھی "یا ساریۃ الجبل" کے مثل کا کوئی واقعہ تاریخ نے پیش نہیں کیا — حالاں کہ وہی ہم اور وہی اِسلام۔

وہ تھے میکیدۂ توحید کے رند، جنہوں نے رَج رَج پی اور جی بھر پی۔ اور یہ تھی جذب و مستی کی حقیقت، اور اللہ نے اسے نگار خانۂ دہر میں قیامت تک آنے والوں کے لیے زبان زبان پہ زندہ اور قائم رکھا ہوا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۱۲۴

ذِکر :

ذِکر زبان سے شروع ہوتا ہے، ہوتے ہوتے رفتہ رفتہ دل میں اُتر کر اپنا ڈیرہ جما لیتا ہے گویا دوسرے مقام پر پہنچ کر قائم مقام ہو جاتا ہے

زُبان :

زُبان جسم الوجود کی ترجمان ہے۔ ذِکر بھی کرتی ہے، منہیات و مکروہات بھی۔

اِسی طرح دِل

ذِکر میں بھی مصروف ہوتا ہے، خرافات و واہیات میں بھی۔

(جاری ہے)

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۱۲۵

بندہ

اپنے نفس کو عمر بھر کوستا رہتا ہے ۔ کونسا وہ لقب ہے جو اسے نہیں دیتا؛

نافرمان، نالائق، سُست، نِکما، پاجی، شریر، رذیل، ذلیل، کمینہ، خائن ۔

حالاں کہ نفس ہی نے بندے کو بندگی کی منزل تک لے جانا اور مقامِ مقصود تک پہنچانا ہے ۔ نفس جب روح کے تابع ہوا، شکوہ وشکایات کا خاتمہ ہُوا ۔ بعض کے نزدیک واجب الاحترام ہُوا ۔ کیا کوئی یہ نہیں جانتا کہ نفس ہی نے صائم الدّھر اور قائم اللّیل کی صعوبت برداشت کرنی ہے ؟

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۱۲۶

یقین عنایت کی دستک ہے ۔

پیدا کر !

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۱۲۷

دینِ انسانیت کی رُوح ، معاشرے کی جان ، عالمِ برزخ کا سرمایہ ، اور مَردوں کی پہچان ہے ۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین

وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم

۱۲۸

محبّت کی کوئی کتاب نہیں جو پڑھی جا سکے ، اور کوئی اُستاد نہیں جو پڑھا سکے ۔ مُحبّت محبُوب کی طرف سے مُحبّ کو عطا ہوتی ہے ۔ اور اس مضمون پہ یہ ختم الکلام ہے ۔ ——— مَاشَاءَ اللّٰہ !

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین

وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم

۱۲۹

اگر مُحبّ نہ ہوتے ، محبُوب کی مُحبّت کے بازار میں کیا رونق ہوتی ؟ سنّاٹا چھایا ہوتا ۔ مُحبّ ہی کی تپش نے مُحبّت کے بازار کو بسایا ہُوا ہے اور گرمایا ہُوا ہے مَاشَاءَ اللّٰہ !

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین

وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم

۱۳۰

ایک ایمان افروز واقعہ :

ایک بندے نے بتایا کہ ایک دن شوق نے اسے گدگدایا۔ ہمہ تن اشتیاق بن کر ایک بندے کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اِدھر اُدھر دیکھا تو اس کی بود و باش و مشروبات دیکھ کر پچھتایا کہ وہ کیوں یہاں آیا۔ اور خیالات کی رَو میں بہہ نکلا۔ جب اس نے اپنا خیال مکمل کر لیا، میزبان اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ اُٹھا اور اپنی گھاس پھونس کی کُٹیا کی مشرقی جانب ایک شگاف کر دیا۔ اپنے مہمان کو بازو سے پکڑا، اور اس کا سر شگاف کے اندر کر دیا۔

اس نے بتایا کہ جونہی اس نے شگاف کے اندر سے باہر جھانکا، اپنے تئیں روضۂ اطہر کی جالی کے سامنے پایا۔ کپکپی طاری ہوئی۔ وَجد آنے لگا۔ مگر میزبان نے اسے پکڑ کر واپس پیچھے بٹھا دیا۔

راقم نے جیسے سُنا سُنا دیا۔ واللہ اعلم بالصّواب

راوی کو جنّت البقیع میں مقام نصیب ہُوا۔

معلوم ہُوا، اکتسابیت محدود اور فیضانِ نبوت لامحدود ہیں۔ ادراک میں آسکتے ہیں نہ احاطۂ تحریر میں۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین

وَاللہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم

۱۳۱/۴

طریقیت الاسلام کی انتہائی منزل کا نازک ترین مقام انسان و شیطان کے مابین بالمشافہ سوال و جواب ہے۔

اگر اس مقام پر حضور اقدس و اکمل و اجمل و اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کی وکالت و کفالت نہ ہو، منزل سے گرنے اور کفر کا خدشہ ہے۔

شیطان معلم الملائکہ تھا۔ اور ملائکہ میں سیدنا جبرئیل و میکائیل و اسرافیل علیہم السلام سبھی شامل ہیں۔

ہر کوئی اس کے کس کس سوال کا کیا جواب دے سکتا ہے! مگر یہ کہ سُن!

"تو آدم ہی کے انکار کی بدولت مردود و ملعون ہے"۔

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرّازقين

وَاللّٰهُ ذُو الفَضْلِ العَظِيم

۱۳۲/۴

جس ذاتِ قدس کی قدرت کو دیکھ کر تو غیب پہ ایمان لایا تھا، ہم سب لاتے ہیں اور کسی کے بہکانے پہ مطلق نہیں آتے۔

کیا یہ ختم الکلام نہیں؟

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرّازقين

وَاللّٰهُ ذُو الفَضْلِ العَظِيم

۴/۱۳۳

شیطان ازلی بدنصیب تھا۔ کمبخت کو اگر یہ معلوم ہوتا کہ حاکم کے حکم کی تعمیل ہی اصل عبادت ہے، حکم ملتے ہی سجدہ میں گر جاتا۔ اُسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ آدم علم ہی کی بدولت اشرف ہے، ورنہ نوری، ناری و خاکی کوئی شے نہیں۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا

"اور ہم نے آدم کو ہر شے کے اسمار سکھا دیے"

جب فرشتوں سے پوچھا گیا، عاجز آ گئے اور بولے:

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۴/۱۳۴

تکبّر عقل پہ چھا جاتا ہے
ورنہ اس پہ غور کرتا کہ خلافت کا منصبِ جلیلہ آدمؑ ہی کو عنایت ہُوا۔
نہ کسی نوری کو ہُوا، نہ ناری کو۔
تُو نے اس عطا پہ کیوں غور نہ کیا؛

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۱۳۵

ہم یہاں کیا لینے آئے ہیں ؛

او ئے سُن :

یہ بندگی کا مقام ہے، شُعبدہ بازی کا نہیں۔ اور بندگی "نفیِ تام" اور اِتّباعِ دوام" کا اصطلاحی نام ہے۔

ہم یہاں سجدہ کرتے آئے ہیں اور بس !

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیرا لرازقین
وَاللّٰہُ ذُوالفَضۡلِ العَظِیۡم

۱۳۶

جبریلؑ جس دن سے پیدا ہوئے جبریلؑ ہی ہیں اور جبریلؑ ہی رہیں گے
یہ شرف صرف انسان ہی کو عطا ہے کہ :۔

آج گنہ گار ــــ کل (توبہ کی بدولت) مقرّب !

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیرا لرازقین
وَاللّٰہُ ذُوالفَضۡلِ العَظِیۡم

۱۳۷

قُربانت شوم !

حضرت امیرالمؤمنین عُمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے ایک گورنر سے ؛

"تیرا باپ مدینہ میں اونٹوں کی مالش کیا کرتا تھا۔ اگر تُو نے اپنا حال وچال فی الفور نہ بدلا، تو میں تجھے اُسی کام پہ لگا دوں گا"

مرحبًا، مُکرمًا، مُشرّفًا

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضْلِ العَظِیْمِ

۴۱۳۸

رفاہی ادارے، حقیقتاً الٰہی ادارے ہوتے ہیں۔

الٰہی ادارے، اپنے قائد

قاسم الخیرات الحسنہ حضرت سیدنا و مولانا و حبیبنا مُحمّد النّبیّ الاُمّیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم

کی قیادت میں محوِ عمل رہتے ہیں۔

شب و روز محوِ عمل۔ اور ماسوا سے کوئی سروکار نہیں رکھتے

الٰہی اداروں کے رضاکار

ایک ہویا کئی، ذاتیات سے کُلیتاً پاک، ہر ستائش سے بے پروا، ہر اَجر سے بے نیاز، ہر غرض سے بے غرض، ہر کسی کے ہمدرد و غمگسار بن کر، مخلوق کی بے لوث خدمت کا جذبہ لے کر، غیر امتیازی سلوک کا اُصول اپنا کر، خدمتِ خلق سے خالق کی خوشنودی کے جویا بن کر، توکّلت علی اللہ کا

زادِ راہ لے کر، اور مَتْرُوکٌ بِكَ کُلّ حاجۃٌ کا عَلَم لے کر ایسے اداروں میں داخل ہوتے ہیں، اور پھر اس عَلَم کو نہ گراتے ہیں، نہ گرنے دیتے ہیں۔ حتّٰی کہ موت سے ہمکنار ہوں۔

اور حقیقتاً ایسے ہی رضاکار، اگرچہ گنتی کے ہوں، ان اداروں کا سرمایہ ہوتے ہیں، قابلِ فخر سرمایہ!

ان کے بغیر ۔ ادارے بے جان!

ان کے بغیر ۔ کارکن بے مصرف!

الٰہی اداروں کے رضاکار ایک عزم لے کر صبح کیا کرتے ہیں کہ جو کام کل کرنے کے تھے اور نہیں کیے، آج کر کے رہیں گے۔ جو کام کل صحیح طور پر نہ کر سکے، آج کرنے ہیں۔

کل کی غلطی آج نہیں کرنی، اور کل کی کمی آج پوری کرنی ہے اور ضرور کرنی ہے۔"

ف: اپنے آج کو کل (گزشتہ) سے اور کل (آئندہ) کو آج سے بہتر بنانے کے لیے پوری تگ و دو کرتے ہیں۔ اپنی ساری صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہیں، اپنی طرف سے کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتے۔ اور پھر اللہ ربّ العالمین کی رحمت ان کے ارادوں کو پسند اور اداروں کو بلند کیا کرتی ہے۔ ماشاء اللہ!

رفاہی و الٰہی اداروں کے رضاکار جس حال میں خالی ہاتھ صبح داخل ہوتے ہیں، اسی طرح خالی ہاتھ شام کو لوٹا کرتے ہیں۔ کوئی بھی شے ساتھ لے کر نہیں آتے جیسے مرغابی سارا دن پانی پہ تیرتی، اور ڈُبکیاں مارتی ہے، لیکن جب اُڑتی ہے

پانی کی ایک بُوند تک ساتھ نہیں ہوتی :

رفاہی اداروں کے رضا کاروں کے سوا کوئی مزدُور دِن بھر کام کرنے کے بعد خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹا کرتا ۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُوالفضلِ العَظِيم

۱۳۹

جو چیز کسی کو دینے کے لیے دی جائے ، وہی دی جائے ، نہ کہ بدل کر ۔ مثلاً ۔ غُربا ر کے لیے دیے جانے والے ریشمی پارچات کو سُوتی چیتھڑوں میں ۔ اور اعلیٰ تحائف کو بوسیدہ اور ناکارہ اشیا ر میں بدل کر دینا ۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُوالفضلِ العَظِيم

۱۴۰

عظیم کار کا اجر بھی عظیم ہوتا ہے ۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُوالفضلِ العَظِيم

۴۱۴۱

کام کر!

دِن دیکھ نہ رات ، جان توڑ کر کر ، کسی سے کوئی اُس مت رکھ ، ہر کسی کی خدمت کر ، اپنا دیکھ نہ بیگانہ ، اعلیٰ دیکھ نہ ادنیٰ ، ہر تمیز سے بالاتر ہو کر اور بے نیاز ہو کر ، ہر لوَث سے بے لوَث ہو کر ، اور ہر غرض سے مستغنی ہو کر ، مزدور بن کر ، خادم بن کر ، گولا بن کر اور نیچ بن کر ۔

کامیاب ! ماشاء اللہ

اور اس مضمون پہ یہ ختم الکلام ہے ۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۱۴۲

اللہ کی راہ میں چل کر دیکھ ، اللہ کے کام کر کے دیکھ ، اللہ کے لیے جی کر دیکھ ، اور اللہ کے لیے مر کر دیکھ ۔

اس سے افضل اور کوئی منزل نہیں ، اور اس سے آگے اور کوئی مقام نہیں ۔

یہ بھی اس مضمون پہ ختم الکلام ہے ۔ ماشاء اللہ !

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۱۳

ایک انار حاصل کرنے کے لیے

حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہٗ

نے

سارا دن ایک یہودی کے باغ میں نلائی کی۔ شام کو جب گھر آنے لگے، راستے میں ایک سائل نے انار کا سوال کیا۔ اور آپؓ نے وہی انار جو سارا دِن گوڈی کرنے کے بعد حاصل کیا تھا، پیش کر دیا۔

مرحبا، مُبارکًا، مکرّمًا، مُشرّفًا

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیرالرّازقین

وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۱۴

دستانے پہن کر جیبوں میں ہاتھ ڈالے پھرنا، اے میرے نوجوان! تیرا کام نہیں اور نہ ہی تجھے زیب دیتا ہے۔ اسی طرح ایسے دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا:

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیرالرّازقین

وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۱۴۵

مرغن غذاؤں کے انہضام کے لیے جسمانی مشقت لازمی ہے۔ ورنہ معدہ بدہضمی کا شکار ہوکر گوناگوں امراض کا موجب بنتا ہے۔
موٹھ کی کھچڑی جو تیرے نزدیک کمترین کھانا ہے، بہترین حیاتین کا مرکب ہے۔

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْم

۴۱۴۶

تیرا یہ شباب، اے میرے نوجوان!
تیری زندگی کی انمول دولت اور بہترین و مقبول ترین وقت ہے۔ اللہ کرے تیرا یہ وقت کبھی ضائع نہ ہو! اللہ کے بہترین و مقبول کاموں میں مشغول رہے۔

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْم

۴۱۴۷

کیا لینے آئے تھے اور کیا لے چلے؟ کیا کرنے آئے تھے اور کیا کر چلے؟
کیا چھوڑنے آئے تھے اور کیا چھوڑ چلے؟ کیا بننے آئے تھے اور کیا بن چلے؟
کسی کا یہ عذر کہ اسے اچھے برے کی خبر نہ تھی، کیسے قبول ہوگا؟ جب کہ تمھیں سمجھانے کے لیے سہل ترین زبان میں قرآنِ کریم نازل کیا گیا۔ امر و نہی اور حلال و

حرام کی مؤثر ترین انداز میں وضاحت کی گئی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کا مثالی نمونہ پیش کیا گیا۔

اور ان سب کے ساتھ ساتھ "ضمیر" کی میزان ہر کسی کے اندر رکھی گئی،

جو خیر و شر کی نشاندہی کرتی ہے۔

تو کسی کا یہ کہنا کہ مجھے اس بُرائی کا علم ہی نہ تھا، ایسا عذرِ گناہ ہے جو ارتکابِ

گناہ سے بدتر ہے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کو دل سے تسلیم کر، اور توبہ کر۔ بیشک

اللہ رحیم و ودود اور توّاب الغفور ہے۔

الحمد للحيّ القيوم

فالله خير الرّازقين

وَاللّٰهُ ذُوالفَضْلِ العَظِيم

۴۱۴۸

جس کام کے لیے اے میرے نوجوان اللہ نے تجھ کو پیدا کیا ہے، کر : اور

امر و نہی کا پابند ہو کر، کر : فرماں روائی ہو، یا سڑک پر روڑی کوٹنا۔ اپنے کام

کے سوا کسی اور طرف متوجہ مت ہو۔ تیرا کام تیرے رب کی قسم تجھ کو کامیاب

کر دے گا۔

ماشاء اللہ!

الحمد للحيّ القيوم

فالله خير الرّازقين

وَاللّٰهُ ذُوالفَضْلِ العَظِيم

۴۱۴۹

جس نے جو بھی پایا ــــــ کام ہی کر کے پایا

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۱۵۰

بڑے میاں! بگّو آج کیسی باتیں کرتا ہے، اسے کیا ہوگیا؟

بولا۔ جس دن پانسو کے کرنسی نوٹ منسوخ ہوئے، میں ایک بینک میں تھا ایک صاحب کی بوری پیش ہوئی، تین لاکھ تک گنتی ہو چکی، بوری ابھی جوں کی توں تھی۔ مجھے کہیں اور جانا تھا، چلا گیا۔ واللہ اعلم! اس بوری میں کتنے نوٹ تھے۔ اس حال کو دیکھ کر میں اپنے آپ میں کھو ہی گیا۔

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۱۵۱

بڑے میاں: آ تجھے ایک اللہ کا بندہ دکھاؤں!، یہ بوڑھا؟

اس میں کیا کمال ہے؟

یہ اب کسی بھی کام کا نہیں، اور کوئی اس بیچارے کی طرف متوجہ نہیں، البتہ اپنے

خادم کا محسن ہے !

وہ کیسے ؟

جو اِسے اللہ کی مخلوق اور بے کس سمجھ کر اس ناتوان کا اکرام کرے ، اللہ اُس پہ راضی ہو ۔ اِس سے سلوک گویا اِس کے خالق و مالک ہی سے ہے ، اِس لیے کہ اب یہ کسی کے بھی احسان کا کوئی بدلہ نہیں چُکا سکتا ۔ اِس کے ساتھ جو کچھ بھی کِسی نے کرنا ہے ، گویا اللہ ہی کے لیے کرنا ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم

۱۵۲

حضرت نبی یُونس علیہ السّلام اللہ کی تسبیح و تحمید و تہلیل و تکبیر پہ عاشق تھے ۔ چنانچہ آپؑ کے اعمال کل مخلوقات کے اعمال کے برابر آسمان پر جاتے ۔

بادشاہ اُن پہ عاشق تھا ۔ جب وہ حکمتِ الٰہی کے تحت کہیں غائب ہو گئے ، بادشاہ اُن کے فراق میں بے تاب ہو گیا ۔ اعلان کیا ، جو مجھ کو میرے دوست حضرت نبی یونس علیہ السّلام کی خبر دے ، میں اُسے اپنی بادشاہی دے کر فقیرانہ زندگی اختیار کر لوں ۔ اگر کوئی غلط خبر دے میں اُس کا سر قلم کر دوں ! پھر اُنہوں نے چاندی کی ایک بگھی بنوائی ، کہ جس دن مجھے میرے دوست کا پتہ چلا اس بگھی پہ بٹھا کر لاؤں گا ۔

جب یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے اور واپس وطن آنے لگے تو راستہ میں ایک گڈریے سے کہا کہ جا بھئی جا، اور بادشاہ کو خبر دے، کہ نبی یونس علیہ السلام آگیا ہے۔

گڈریے نے کہا، توبہ توبہ! اُس نے تو اعلان کر رکھا ہے کہ جو مجھے غلط خبر دے میں اُس کا سَر قلم کر دوں گا۔ آپ مجھے ثابت کریں کہ آپؑ ہی نبی یونسؑ ہیں۔

آپؑ نے فرمایا، تُو مجھ سے کِس قسم کا ثبوت چاہتا ہے؟

اُس نے کہا۔ میری بکریاں اب دُودھ نہیں دیتیں۔

آپؑ نے ایک بکری کے بدن پہ دستِ مبارک پھیرا۔ بکری کے تھن دُودھ سے بھر گئے۔ گڈریے نے عرض کی، بے شک آپ نبی یونس علیہ السلام ہیں۔ ڈھانگی پھینک، دوڑتا ہوا شہر پہنچا۔ اور بادشاہ کو مژدۂ جانفزا سنایا۔

بادشاہ نے خوش خبری سُنی تو فرمایا؛

اگر واقعی وہ میرے دوست حضرت نبی یونس علیہ السلام ہوئے، تو آج سے یہ تخت تیرا ہوگا۔

بادشاہ کے دل کی مُرجھائی ہوئی کلی کھل اُٹھی، اور چاندی کی بگھی پہ بیٹھ کر اپنے دوست کے استقبال کو چل دیا۔

حضرت نبی یونس علیہ السلام

بگھی پہ بیٹھنے لگے تو حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے

عرض کی:

اللہ نے انبیاء کرام علیہم السّلام پہ زینت کو حرام فرما رکھا ہے۔ آپ نے اس پہ نہیں بیٹھنا۔ پیدل چل کر جائیں۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم

۳ ۱۵ ۱۹

انسان کے سوا ہر جاندار قدرتی نظام کے تحت اور انسان اپنی خواہش کے تحت جنسیات میں مصروف ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے، کہ انسان اپنی صحت قائم نہیں رکھ سکتا، مختلف امراض و عوارض کا شکار رہتا ہے۔

اگر انسان اپنے خُون کے جوہر کی حفاظت کرے، محتاط رہے، حد سے تجاوز نہ کرے، تو دِل و دماغ وغیرہ اعضائے رئیسہ و شریفہ توانا و تندرست رہیں۔ ماشاء اللہ:

نوبہ نو عقل دل و دماغ میں آئے، رنگارنگ کے رنگ لائے۔ نافعۃ الانسان ایجادات کا موجد بنائے اور جتنی مُدت کے لیے انسان کو دُنیا میں بھیجا گیا ہے، اس کا کوئی عضو بے کار نہ ہو۔

ماشاء اللہ!

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم

۱۵۴

اَلحَمدُ یَا زینَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ

زمین کا کوئی خطّہ ایسا نہیں، بالشت بھر بھی نہیں، جو کسی نہ کسی معروف زینت سے مزیّن اور تسبیح و تحمید میں مصروف نہ ہو۔ اسی طرح — بعض خطّوں کو بعض خطّوں پہ حیوانات و نباتات و معدنیات و جمادات کی بدولت فوقیّت نہ بخشی ہو۔

انمول چیزوں کو نایاب مقامات پہ رکھا۔ بعض ایسی بھی ہیں، جن کی جُستجو میں عمریں گذریں۔

پہاڑ کی چوٹی کے دامن کو ایسی ایسی بوٹیوں سے مزیّن فرمایا اور لعل و جواہر کو سمندر کی تہہ میں کہیں ہاتھی، کہیں شیر، کہیں چیتے، کہیں ریچھ، کہیں بھیڑیئے، کہیں گینڈے، کہیں گورخر۔ کہیں مور، کہیں مرگ۔ کہیں بعض خرگوش، کہیں سانپ، کہیں اژدھے۔

اسی طرح

کہیں زعفران، کہیں کستوری، کہیں کھجور، کہیں ناریل۔ کہیں سیب، کہیں ناشپاتی۔

اللہ! اللہ! رنگا رنگ کی مخلوق سے دُنیا کے چپّے چپّے کو اہمیت بخشی ہوئی ہے۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرّازقين

وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۱۵۵

دیدار

فقر کا حبیب ، عشق کا طبیب ، اور حسُن کا نصیب ہے ۔
دیدار ۔ آنکھ کی معراج ، دل کا قرار اور رُوح کی پرواز ہے ۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۱۵۶

دِل :

نماز سے شاد ، قرآن سے آباد ، عشق سے زندہ ، اور
فقر کی صُحبت سے روشن ہے ۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۱۵۷

بچّوں کی اپنی کوئی زندگی نہیں ہوتی ۔

جھڑک دیا ، رو پڑے ـــــــــ دِلاسا دیا ، ہنس پڑے ۔

الحمد للحیّ القیوم   فاللہ خیر الرازقین

وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۱۵۸ھ

عدل کی میزان میں کون پورا اُتر سکتا ہے ؟
فضل سے جنّت ہے ۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰہُ ذُوا الْفَضْلِ الْعَظِیْم

۱۵۹ھ

کُل کائنات کی قوّتیں مِل کر میرے اللہ کے سامنے ایک کیڑی کی ٹانگ کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتیں ۔

سُبحَانَ الْعَزِیْزُ الْکَبِیْر
سُبحَانَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْز

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰہُ ذُوا الْفَضْلِ الْعَظِیْم

۱۶۰ھ

حضرت ابراہیم خلیلُ اللہ علیہ السّلام کو

نمرود کی چِخنہ میں ، حضرت مُوسیٰ کلیمُ اللہ علیہ السّلام کو

طُور پہ حضرت یُونس علیہ السّلام کو مچھلی کے پیٹ میں معراج ہُوا۔

اور جس بھی مومن کو کبھی معراج ہُوا، نماز ہی میں ہُوا۔ ماشاء اللہ!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللہُ ذُوالفَضْلِ الْعَظِیم

۱۶۱

جو بھی تیری یاد میں مصروف ہوتا ہے، پیشِ نظر، یا پسِ پُشت، کوئی مطلب لے کر ہوتا ہے۔

اللہ کرے! تیرا دل مطلب سے خالی ہو۔

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللہُ ذُوالفَضْلِ الْعَظِیم

۱۶۲

تجھ سے مُجھ کو کہیں جلدی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللہُ ذُوالفَضْلِ الْعَظِیم

۴۱۶۳

ظاہر اُن ہی کے نُور کا ظہور ہے
باطن کے تمام مدارج الف تا یؔ اُن ہی کے فیض سے جاری ہیں۔ جس نے جو دیکھا۔ جب دیکھا۔
رِدائے نبوّت ہی میں سے جھانک کر دیکھا
بلا واسطہ تو کوئی سورج گرہن کو بھی دیکھنے کا مُتحمّل نہیں ہو سکتا!

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُوالفَضْلِ العَظِيْم

۴۱۶۴

حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سچّی، سُچّی اور اُچّی محبّت کی تپش سے مُردہ دل زندہ ہو جاتا ہے، کسی اور عمل سے نہیں — اور دل کی دُنیا کا — یہ ازلی و ابدی دستور ہے! ماشاء اللہ!

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُوالفَضْلِ العَظِيْم

۴۱۶۵

آپ دیکھتے نہیں
مُرغی کے پَروں کی تپش سے انڈے میں بچّہ بنتا ہے — اور

مُرغی کا انڈوں پہ بیٹھنا — مرغی کی مرضی پہ موقوف ہوتا ہے، انڈے کی فرمائش پہ نہیں۔ ! یا حیُّ یا قیُّومُ !

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرّازقين

وَاللّٰہُ ذُو الفَضْلِ العَظِیم

۹۱۶۶

خاموشی :

طریقت کا اوّلین، اہم ترین، بُلند ترین اور مقبوُل ترین مقام ہے — کسی کا خاموش رہنا' اور خاموشی پہ ثابت قدم رہنا عنایتِ الٰہی پہ موقوُف ہے، کوشش پہ نہیں :

حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا :

"مَرد کا خاموش رہنا اور خاموشی پہ ثابت قدم رہنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے "

نیز فرمایا :

"خاموشی دانائی کی جڑ ہے "

نیز فرمایا :

"خاموشی اُونچے درجہ کی عبادت ہے "

نیز فرمایا :

"عبادت کے دس (۱۰) حصّے ہیں۔ نو (۹) تو صِرف خاموشی

میں ہیں اور دسواں[10] حلال روزی کما کر کھانا ۔"

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۱۶۷ھ

بیڑی کا صحیح سلامت ساحل پہ لگنا ۔ فضل پہ موقوف ہے
عمل پہ نہیں !
اگرچہ عمل فضل ہی کا ظِلّ ہے

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۱۶۸ھ

درخت کا ظاہر : ۔ برگ و بر ۔ اور باطن : ۔
اللہ اللہ ! باز ، اُلو ، طوطے ، گلہری ، چوہے اور سانپ کا مسکن ۔
گویا درخت کا ظاہر تنا اور باطن پرند و خزند کی دُنیا کا ایک شہر !
اِسی طرح ہر بندے کا تن ۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۱۶۹

انتہائی تجسّس کا انتہائی انعام ہوتا ہے ۔

اگر چاند پہ پہنچ کر بھی بے ایمان ہی لوٹتے ، چاند کے شایانِ شان نہ تھا ۔

چاند پہ قدم رکھنے والے کو اللہ نے ایسا ایمان بخشا : اللہ کرے سارے ہی ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لے ! ماشاء اللہ !

الحمد للحي القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْم

۴۱۷۰

اے ہمنشیں !

اچھی طرح ذہن نشین کر :

حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبت ایمان کی اصل ہے ۔

نیز فَاعلم :

مُحبّت کے قرب کے مدارج ایک سے نہیں ہوتے ،

نَو بہ نَو ہوتے ہیں اور نوع بہ نوع ہوتے ہیں ۔

جامیؒ و عامی میں مشرق و مغرب سا فرق ہوتا ہے ۔

انیس ۱۹ بیس ۲۰ کا نہیں ـــــــ مشرق و مغرب کا

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُو الفَضلِ العَظِیم

۴۱۷

حضرت زُھدُ الانبیاءؑ فریدالدّین مسعودِ گنج شکر قدّس سرّہ العزیز

نے فرمایا اور کیا خوب فرمایا گویا سمندر کو کوزے میں بند کر دیا:

اپنی دُھنیا دُھن رے دُھنیا
پرائی دُھنی میں پاپ نہ پُن رے
تیری رُوئی میں پانچ بنولے
پہلے اُن کو چُن رے
تارِ نفس کی خوب کھینچ کر
پھر یہ دُھنکی باجے دُھن رے
فریدا اگر چاہے تو وصل خدا
آنکھ کان مکھ بند کر
پھر سُن رے

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُو الفَضلِ العَظِیم

۱۷۲

دارُالحِکمت المعروف بہ دارُالشّفاء

کا

مَقبُول الْحِکمتْ اُصُول و معمُولْ

"ہر وقت ایک نہ ایک دوا زیرِ ساز رہے"

یہ جوشِ عمل !

تیرے سینے میں سوئی ہوئی حکمت کو جگا دے۔

طِب کی دُنیا پہ جو جمُود طاری ہے، اسے جلا دے اور اللہ اپنے فضل و کرم سے حِکمت کی برکت کو حرکت میں لادے ! یاحیؔ یا قیوّم آمین !

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۱۷۳

مؤکّل کی تلاش میں وقت نہ کھو۔ متوکّل بن، مؤکّل متوکّل کا چوکیدار ہے۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۱۷

ایک رِند ایک دَر پہ رُکا ـــــ اِدھر اُدھر دیکھا ـــــ صدا بلند کی ، کوئی جواب نہ پاکر دُعائے خیر کی اور چل دیا ۔

اور یہ رِندوں کی دُنیا کا وہ دستور ہے ، جو اَزل تا اَبد کبھی نہ بدلا ۔

بادشاھو !

فقیر سارے گداگر ہی نہیں ، غیوّر بھی ہوتے ہیں : انتہا درجے کے غیوّر : اہلِ کرم کے دَر پہ آئے ۔ صَدا کی ، تھوڑی دیر رُکے ، کچھ ملا نہ مِلا ، دُعا دیتے ہوئے چل دیے حتّٰی کہ اہلِ کرم کو ان کے پیچھے بھاگنا پڑا ـــــ مگر وہ تو کب کے جا چکے ! ـــــ اب انہیں کہاں ڈھونڈیں ، کہاں پائیں ، کیسے ملیں ، کیسے منائیں !

یہ سوچ کر نادم ہُوا ، تلملایا ، پچھتایا ـــــ بصد حسرت و افسوس کہا ، کہ ـــــ اللہ نے مجھے کیا کچھ نہیں دیا ـــــ اسے دینے سے کیا کمی آتی ـــــ اے کاش ، غفلت نے مجھے اتنا بے حس نہ کیا ہوتا ـــــ اے کاش ! اے کاش ! اے کاش !

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرّازقين
وَاللّٰهُ ذُوالفَضْلِ العَظِيْم

۱۷۵

حضرت فریدُالدّین عطّار رحمۃ اللہ علیہ

زُمرۂ فقرا میں شُمار ہونے سے پہلے علاقے کے نامی عطّار تھے ، دُکان پر ہر وقت گاہکوں کا جمگھٹا رہتا ۔ ایک صُبح اپنی دُکان سجانے میں مصروف تھے کہ اللہ کے ایک فقیر نے صدا دی :

شَیئًا لِلّٰہِ !

اُنہوں نے سُنی اَن سُنی کر دی ——— فقیر نے پھر کہا :

شَیئًا لِلّٰہِ !

اُنہوں نے پھر توجّہ نہ کی ۔ اپنے شُغل میں مشغول رہے ۔ فقیر نے تیسری بار کہا :

شَیئًا لِلّٰہِ !

اُنہوں نے پھر کوئی دھیان نہ دیا ۔ اپنی لگن میں مگن رہے ۔

فقیر بولا :

اللہ اللہ ! اتنی مصروفیّت ؟ نہ جانے تم کیسے مروگے ؟

یہ سُن کر عطّار چونکے ۔ جھنجھلا کر بولے :

" جیسے تو مرے گا "

اِس پہ اُس پر رِندانہ جوش کا غلبہ ہُوا ۔ فرمایا :

" تجھے میری طرح مرنا آتا ہے تو . . . . . . لے میں جا رہا ہُوں "

یہ کہا اور زمین پہ لیٹ گیا۔ پیالہ سرہانے رکھا، چادر اوڑھی، اللہُ اکبر کا نعرہ بلند کیا، اور روح قفسِ عنصری سے پرواز کر کے اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئی۔

فقیر کی یہ ادا عطّار کو لے ڈوبی ـــــ اوپر کا سانس اوپر، تلے کا تلے رہ گیا ـــــ سکتے میں آ گئے۔ ذرا سنبھلے ـــــ تو چھت پہ کھڑے ہو کر آواز بلند کی :

"اے اہلِ شہر! جو شخص جو چاہے میری دکان سے لوٹ لے! میری طرف سے عام اجازت ہے!

وہیں کھڑے کھڑے سب کچھ لٹا دیا۔ تیس بتیس سال کعبۃ اللہ میں معتکف رہے اور اپنی تصنیفِ لطیف "منطقُ الطّیر"، لکھی، جو اہلِ دل کے لیے نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہیں!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۱۸۷۶

اللہ کے فقیروں کی صدا ـــــ اپنے لیے نہیں ـــــ اللہ کی محتاج مخلوق کے لیے ہوتی ہے!

صدا تو کجا، ان کا کوئی بھی فعل ـــــ اپنے لیے نہیں ہوتا ـــــ بلکہ دوسروں کے لیے ہوتا ہے، حتّٰی کہ جینا مرنا بھی ـــــ

سائل کو حقیر مت جان : سائل کے سوال ہی سے —— کرم کریم ہے
گدا کی صدا ہی سے اہلِ سخا ہے۔
اہلِ جُود کا وجُود فقرا کے دَم سے ہے ۔ مانگنے والے ہی نہ ہوں تو دینے والوں کے دَر پہ کیا رونق ؛ سنّاٹا چھایا رہے۔

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۱۴۷۷

اگر تجھے فقر کی کوئی پروا نہیں ، تو اُسے تیری بالکل ہی نہیں :
وہ تیرے در پہ جا کر نہیں ، تو اُسے لوٹا کر پچھتائے گا۔

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۱۴۷۸

کیا —— وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ
تیری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی نہیں ؛

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۴۱۷۹

اس میں قطعی مبالغہ نہیں ، حقیقت ہے کہ تُو منزل پہ نہیں ، منزل تجھ پہ سوار ہے ـــــ تجھ پہ ہی نہیں تیرے جیسے ہر کسی پہ ـــــ تُو ہی بتا ، اس حال میں تُو یا کوئی اور کس مقام پہ ـــــ اور کیسے پہنچے ؟ ـــــ تُو اپنی منزل پہ ایسے سوار ہو ، جیسے شاہسوار تازی پہ ! ـــــ

اے میرے نوجوان !

تیرا تازی نعل چبائے ـــــ ہنہنائے ـــــ سُموں سے دُھول اُڑائے ـــــ تیری رانوں کے نیچے سے نکل نکل جائے ـــــ بے تابیاں دکھائے ، اور تُو اس کی پیٹھ پہ مضبوطی سے جمارہے ـــــ باگ پہ گرفت ، حواس پہ قابو رکھے ۔ ہر لمحے مقابلے کے لیے بلاوے کا منتظر رہے ـــــ اشارہ پاتے ہی ہَوا ہو جائے اور جان لڑا دے یہ ہے کھیل ، یہ ہے گھوڑ دوڑ ، یہ ہے منظر ، قابلِ دید و داد ـــــ لائقِ تحسین و آفرین ـــــ رشک و تقلید کا سزاوار ـــــ ہر کسی کے لیے حیرت انگیز ـــــ ولولہ خیز معیار ـــــ

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرّازقين

وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم

۴۱۸۰

شریعت سہل ترین منزل ہے ۔

ہر عُمر کا آدمی ، عالم ہو یا جاہل ، اِسے اپنا سکتا ہے ۔ جو اُصول ہر کسی پہ لاگو ہو ـــــ عربی پہ ، عجمی پہ ـــــ گورے پہ ، کالے پہ ـــــ امیر پہ ، غریب پہ ـــــ عورت پہ ، مرد پہ ـــــ شرقی پہ ، غربی پہ ، ـــــ عالم پہ ، عامی پہ ـــــ وہ اُصول اتنا سہل ہونا چاہیے کہ ہر کوئی اِس پہ عمل کر سکے ـــــ جو اُصول ہر زمانے کے لیے ہو ، اِس میں اتنی آسانی ہونی چاہیے کہ وہ ہر زمانے کے لوگوں کی فطرت سے مناسبت رکھتا ہو ۔ اِس پہ عمل کسی بھی دَور میں ناممکن نظر نہ آئے ـــــ شریعت کا ہر اُصول ہر کسی کے لیے ہے ، اور ہر زمانے کے لیے ہے اِس لیے سادہ ہے اور قابلِ عمل بھی ، شرعی احکام میں نہ اتنی پیچیدگی ہے اور نہ بے جا سختی ، کہ ایک عام آدمی اِس کا متحمّل ہی نہ ہو سکے ـــــ یہ سختی جو ہمیں نظر آتی ہے ، ہماری اپنی پیدا کردہ ہے اور اِس کا بڑا سبب ہمارا شریعت کے احکام کو چھوڑ کر لفظی بحثوں میں اُلجھنا ہے ـــــ ہم شریعت کے سادہ احکام پہ تو عمل نہیں کرتے ـــــ مثلاً یہ کہ ـــــ جھُوٹ نہ بولیں ، کسی کی غیبت نہ کریں ۔ حَسد سے بچیں ـــــ دُوسروں کی عیب جوئی کی بجائے پردہ پوشی کریں ۔ مخلُوق کی خدمت میں خالق کی رضا تلاش کریں ـــــ ہم ان اُمور پہ عمل کی بجائے دُور از کار نظریات میں اُلجھے رہتے ہیں اور جوں جوں اِس سمت میں آگے بڑھتے ہیں ، دلدل میں دھنستے چلے جاتے ہیں ۔

اللہ کے بندو ! ـــــ غیر ضرُوری اُمور میں مصروف رہ کر ضرُوری اُمور سے

غفلت نہ کرو ـــــــ جو ضروری تھا، بتلایا جا چکا ـــــــ ایک بار نہیں، بار بار! آسان ترین الفاظ میں۔ دِل نشیں انداز میں۔ مثالیں دے دے کر ہمیں سمجھایا گیا ـــــــ کیا سُنّتِ مُطہرہ کا عملی نمونہ ہمارے لیے کافی نہیں؟ آسان راہ چھوڑ کر مُشکل رستہ کیوں اپنایا جائے؟

دین میں ہماری خود ساختہ سختی ہم پہ غالب آ رہی ہے! ایسی غالب، کہ ہم ضُروری احکام کی تعمیل سے بھی عاجز آ رہے ہیں ـــــــ ظاہری احکام کی پابندی کرو، اور فلسفیانہ موشگافیوں سے بچو! ـــــــ جو ظاہری احکام پہ کاربند نہیں ہو سکتا، باطنی احکام کا کیسے متحمّل ہو سکتا ہے؟

پہلا قدم امر و نہی کا پابند ہونا ہے۔

اور امر و نہی واضح ہیں ـــــــ نیکی کی کوئی بات ایسی نہیں جس کا حکم نہ دیا گیا ہو! کوئی بُرائی ایسی نہیں، جس سے روکا نہ گیا ہو! ـــــــ

ہم نیکی کرتے نہیں، بُرائی سے رُکتے نہیں۔ بس بیٹھے ہیں، بات چیت شرُوع ہے، فلسفے کا دَور چل رہا ہے ـــــــ تبادلہ خیالات ہو رہا ہے۔ حُکم پہ عمل نہیں، حُکم کی حِکمت پہ سَر دُھنا جا رہا ہے: ہر اہم بات، باتوں کی نذر ہو رہی ہے۔ حیات و ممات کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں، جو تبصرے کی زَد سے باہر ہو ـــــــ اور یوں بیٹھے بٹھائے محض باتوں کے زور سے گویا ہر نُکتہ حل ہو رہا ہے، ہر عُقدہ کُھل رہا ہے اور اِس شُغل میں یوں مشغُول ہیں، جیسے کولھو کا بیل ـــــــ جو سینکڑوں چکر کاٹتا ہے، اور سمجھتا ہے، کہ میں نے بہت فاصلہ طے کر لیا ـــــــ

مگر ہوتا وہیں ہے جہاں سے چلا تھا !

میرے محترم !

پہلے بھی کئی بار لکھا جاچکا ہے ـــــ کہ محض باتوں سے کوئی بات نہیں بنتی ۔ باتیں انسان کو کہیں نہیں پہنچا سکتیں ! دین میں جہاں عالم کے فضائل بیان کیے گئے ہیں، وہاں اس سے مراد وہ عالم ہے جو اپنے عِلم پہ عمل کرتا ہے ۔

اگر عمل نہیں، تو کیا ہمارا عِلم اور کیا ہمارا عِرفان !

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیرالرازقین

وَاللّٰهُ ذُوالفَضلِ العَظِيم

۴۱۸

کل کی فکر مت کر !

کل کا کیا پتہ ؟ کسے پتہ ؟

کل آئے گا تو اپنے متعلقات لے کر آئے گا !

آج، کل سے اہم ہے ۔

اگر آج نہیں تو کل کہاں !

آج ! تیرے ہاتھ میں ہے، کل یہی تیری دسترس سے باہر !

آج کو نظر انداز نہ کر !

کل یہی آج ـــــ کل ہے ۔

بس لمحوں کی دیر ہے ، گزر گئے ، سو گزر گئے ۔

روکو گے ——— رُکیں گے نہیں !

بلاؤ گے ——— آئیں گے نہیں !

پچھتاؤ گے ——— سُنیں گے نہیں !

تب پچھتانا کس کام کا ؟

آج سوچو ! اب سوچو ! ابھی سوچو !

صرف سوچو ہی نہیں :

سوچتے ہی نہ رہو ——— کر گزرو !

آج ——— کل کی بُنیاد ہے ۔

بُنیاد پہلے ——— در و دیوار پیچھے

بُنیاد ہی نہیں ، تو عمارت کہاں ؟

بُنیاد بودی ——— عمارت بے اعتبار

بُنیاد اچھی ——— عمارت جاندار

بُنیاد ٹیڑھی ——— عمارت ناپائیدار

بُنیاد سیدھی ——— عمارت اُستوار

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۱۸۲

حضرت بندگی صاحب قدس سرّہ العزیز

مادر زاد ولی تھے، پندرہ پاروں کے حافظ بھی تھے، آپ کا مزار حضرت خواجہ احمد مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پاس، سڑک کی دوسری جانب مرجعِ خلائق ہے!

آپ کے سجّادہ نشینوں میں سے ایک صاحب کا صاحبزادہ بالکل ہی "صاحب" بن گیا۔ سارا سارا دن فضولیات و واہیات میں صرف کر دیتا۔ کبھی سیر پہ ہے، کبھی شکار پہ ——— کبھی اِدھر کبھی اُدھر ——— حضرت صاحب اللہ کے مقبول بندوں میں سے تھے بیٹے کا یہ حال دیکھا تو متفکّر ہوئے۔ سوچ سوچ کر اور خوب سوچ کر اُس سے کہا ——— اب تم تایا صاحب کی خدمت میں حاضری دو وہ بھی ماشاء اللہ اپنے وقت کے ایک خاص بندے تھے ———

صاحب زادہ صاحب خوب بن ٹھن کر، سج دھج سے، کرّ و فر کے ساتھ وہاں پہنچے! حضرت تایا جی بھتیجے کو دیکھ کر مُسکرائے۔ اُٹھے، آگے بڑھے، خوب سینے سے لگایا، عزّت سے مسند پہ بٹھایا، اور خُدّام کو حُکم دیا، کہ چلو فلاں! پانی گرم کرو۔ فلاں! ہاتھ مُنہ دُھلواؤ، کھانا تیار کرو، بہترین کھانا، مُرغ ذبح کر لو، عُمدہ بستر لگاؤ، وغیرہ وغیرہ۔

صاحب زادہ اس پُرتپاک استقبال پہ اور بھی "وہ" ہوگیا۔ کھانے پینے سے فارغ ہوکر بستر پر دراز ہوگیا۔ سردیوں کا موسم تھا۔ جب رات کے نو بجے، تایا صاحب اُٹھے، اور صاحبزادہ کا کورس شروع ہوگیا۔

"ابے اُٹھ کمینے کہیں کے، کیا مزے سے خرّاٹے لے رہا ہے جاؤ بھینس کو پانی پلا کر لاؤ ـــــــ اور دیکھو، اگر بھینس نے پیشاب گوبر وغیرہ کیا ہو، تو پہلے وہ اُٹھاؤ، جگہ صاف کرو، اس پہ خشک مٹی وغیرہ بچھاؤ، جلدی کرو جلدی"!

یہ سنتے ہی صاحبزادہ صاحب کے ہوش ٹھکانے آ گئے، سمجھ گئے کہ کہاں آ پھنسے ـــــــ تین بٹا چار اصلاح اُسی وقت ہوگئی۔ تایا صاحب نے رات بھر اُسے کسی نہ کسی کام میں مشغول رکھا، کبھی کہتے: پانی گرم کرو، کبھی کہتے: جھاڑو دو! اور ساتھ ساتھ نرم گرم ـــ بعض گرم ترین ارشادات سے تواضع بھی کرتے رہے، اور اس حال میں اُسے تین ماہ رکھا ـــــــ پھر ساری عمر آپ اس تربیت گاہ کے مدّاح رہے ـــــــ فرماتے:

"اگر میں ستّر سال مکّے میں مُعتکف رہتا، میری یہ اِصلاح، جو تین ماہ میں ہوئی، ناممکن تھی!

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضۡلِ العَظِیۡم

۱۸۳

ناسُور ـــــ دِل سے دُور نہیں ہوتا ـــــ ہو ہی نہیں سکتا !
جرّاح کی نِشتر زنی ظُلم نہیں ـــــ اِحسان ہے ! مَاشَاءَ اللّٰہ

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۱۸۴

بِالآخر عقل و علم سے باہر آکر دیکھ ! ـــــــــــ
ہر شَے (میں) اَللّٰہ ہے !

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین
وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۱۸۵

میرے ایک دوست نے مقالاتِ حکمت میں سے حضرت سُلطان اِبراھیم ادھم قدس سرّہٗ العزیز کا قصّہ پڑھا، اُس نے مجھ سے فرمائش کی، کہ اسے ایک بار پھر لکھیں ؛

سُنیے :

کسی مطلقُ العنان بادشاہ کا یک دَم فقیر ہو جانا غیر معمولی ہی نہیں، اہم ترین اُمور میں سے ہے ۔

حضرت ابراھیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ بلخ کے بادشاہ تھے۔ چالیس شہزادے آپ کے زیرِ نگیں تھے۔ اللہ سبحانہٗ نے انہیں اپنے لیے، بالکل ہی اپنے لیے پیدا کیا ہوا تھا ——— عین عالم شباب میں آپ سلطنت سے دست بردار ہو کر تن تنہا خالی ہاتھ فقیرانہ راہ میں جنگل کو چلے ——— دنیا سے متنفر ہونے کی بنا آپ کو پیش آنے والے کئی واقعات ہیں :

ایک دن آپ شکار کھیل رہے تھے کہ جنگل میں ایک آدمی کو دیکھا جو رسّوں سے بندھا پڑا تھا۔ اتنے میں ایک کوّا آیا اور عمدہ لذیذ لقمہ جیسے وہ اپنے گھر میں کھایا کرتا تھا، اپنی چونچ سے نکال کر اس کے منہ میں ڈال گیا آپ نے اسے پوچھا ——— اس نے کہا، کہ وہ تاجر تھا۔ ڈاکوؤں نے لوٹ لیا اور اسے رسیوں سے باندھ جکڑ کر یہاں پھینک گئے۔ ایک کوّا اس دن سے روز آتا ہے، اور مجھے میری پسند کا کھانا کھلا جاتا ہے

ایک اور واقعہ :

ایک دن ایک جنگل میں شکار کھیلنے گئے وہاں ایک پرانا قلعہ نظر پڑا۔ اس میں داخل ہوئے تو دیکھا، ایک جگہ سے فرش کی اینٹیں اُکھڑی پڑی ہیں، جب غور سے دیکھا تو وہاں ایک دفینہ تھا، وزیر کو حکم دیا ——— اِدھر اُدھر دیکھو، کوئی بندہ ہو تو اسے بلا لاؤ، وزیر نے دیکھا، ایک بوڑھا لکڑہارا جنگل میں لکڑیاں کاٹ رہا تھا اسے آواز دی کہ "بابا ! ذرا ادھر آنا، بادشاہ سلامت تجھے یاد فرماتے ہیں"

یہ سنتے ہی بابا لکڑہارا وزیر کے ساتھ ہو لیا اور بادشاہ کی خدمت

میں پہنچ کر آداب بجا لایا، سلطان ابراہیم ادھمؒ بولے۔ "لے بابا یہ ایک بیش قیمت خزانہ ہے اسے اٹھا کر گھر لے جا اور مزے سے عیش و عشرت کی زندگی بسر کر، تیری پشتوں تک ختم نہیں ہونے کی!"

وہ بوڑھا لکڑہارا بادشاہ سلامت کا فرمان سن کر مسکرایا، اور بولا، "بادشاہ سلامت! جان کی امان پاؤں تو عرض کروں" ——— فرمایا، ہاں کہو!

بوڑھا لکڑہارا بولا۔ "جہاں پناہ! اس نامراد دفینے کو تو میں بچپن سے دیکھتا چلا آرہا ہوں، لیکن اسے لینا تو کہاں، میں نے آج تک دیکھنا بھی پسند نہیں کیا۔ یہاں تک کہ میں اس پر تھوکتا بھی نہیں، ایسے خزانوں کی مجھ ایسے لکڑہارے کو نہیں، بادشاہوں کو زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اسے آپ ہی لے جائیں۔"

یہ سنتے ہی سلطان ابراہیم ادھمؒ کے پاؤں تلے سے گویا زمین سرک گئی، شرم کے مارے آنکھیں جھک گئیں، ندامت میں ڈوب گیا، پانی پانی ہوگیا۔ اقلیم قلبوت کا عمود ہل گیا۔ در و دیوار لرزنے لگے۔ شاہی قبا وہیں کھڑے سکڑتے سکڑتے گدڑی بن گئی، اور تاجِ شاہی کلاہِ فقر میں تبدیل ہوگئی، کہ ——— ایک لکڑہارا بازی لے گیا۔

مجھ کو سرِ میدان ہرا گیا! ——— ہائے ہائے!

گویا محلات تک پہنچتے پہنچتے فقر و فنا کی جملہ منازل الف تا ی طے ہوئیں! ماشاء اللہ!

آپ چلتے جاتے اور کہتے جاتے ——— "ایسی بادشاہت کی ایسی تیسی!

وہ تھا بادشاہ!

جب آپ تمام تعلقات و معاملات و حاجات سے کلیتًہ دست بردار ہو کر اور شاہی محلات کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ کر اللہ کی راہ میں نکلے، آپ کے دل میں خیال آیا۔ پانی پینے کے لیے ایک پیالہ اور سونے کے لیے ایک تکیہ ساتھ لیتے چلیں۔ چنانچہ آپ نے ایک پیالہ اور تکیہ لیا اور اپنا سفر شروع کر دیا۔ ابھی تھوڑی دور گئے تھے کہ دیکھا، ایک آدمی کھال کے کنارے بیٹھا دونوں ہاتھوں سے چُلّو بنا کر پانی پی رہا ہے، آپ نے پیالہ وہیں پھینک دیا۔ ذرا اور آگے گئے تو ایک آدمی کو سر کے نیچے مٹی کا ڈھیلا رکھے سوتے دیکھا ——— تکیہ بھی وہیں پھینک دیا۔

سورج غروب ہونے کو تھا، آپ کے دل میں خیال آیا۔ رات کہاں کٹے گی اور کیسے کاٹوں گا؟ کہ ایک جگہ سے دھواں اُٹھتا دکھائی دیا آپ نے سمجھا، کوئی آبادی ہوگی، وہاں رہ لوں گا۔ وہاں پہنچے، تو دیکھا، ایک فقیر دھونی رمائے بیٹھا ہے۔ سلطان ابراہیم ادھمؒ قریب پہنچے، سلام کیا اور عرض کی۔ "بابا! کیا آج کی رات میں یہاں آپ کے پاس بسر کر سکتا ہوں؟" اُس فقیر نے سوچا، مجھے یہاں روز دُو روٹیاں ملتی ہیں، اگر یہ شخص یہاں رہتا ہے تو ایک اسے دینا پڑے گی! ——— جواب دیا ——— "جاؤ بھئی، یہاں کسی دوسرے کو رہنے کی اجازت نہیں۔"

یہ جواب سُن کر آپ وہاں سے چل پڑے، اور قریب ہی ایک

درخت کے نیچے ڈیرے ڈال دیے، رات ہوئی تو ایک نورانی صورت شخص شاہی دسترخوان لیے حاضر ہوا، جس پہ انواع واقسام کے کھانے چُنے ہوئے تھے۔ آپ نے دیکھا۔ فرمایا:

ب مجھے آج کھانے کی مطلق ضرورت نہیں۔ البتہ جاؤ، یہ کھانا اس فقیر کو دے آؤ۔

اُدھر اس فقیر کا کھانا بھی پہنچ چکا تھا، ــــــ دو روٹی اور پیاز کا ایک گنڈا ــــــ جب یہ دونوں دسترخوان فقیر کے سامنے پہنچے تو تلملا اُٹھا کہ "وہ کل کا فقیر۔ اس کے لیے یہ پُرتکلف دسترخوان، اور میں بارہ سال سے ترکِ علائق کیے بیٹھا ہوں، میرے لیے دو روٹی اور ایک گنڈا"!

ہاتف سے حکم ہوا،

اس کا کھرپہ، کدال اور ترنگڑ حاضر کرو، اور کہو، "کہ تو نے ہمارے عشق میں یہی کچھ چھوڑا تھا، ــــــ لو اور جاؤ"

اور اُس نے بلخ و بخارا کی سلطنت! ــــــ یہ آج میرا مہمان ہے اور مجھے شرم آتی ہے کہ اپنے مہمان کو، جیسا کھانا یہ میری راہ میں نکلنے سے پہلے شاہی محلات میں کھاتا تھا، اس سے کم درجہ کا دوں۔

اس سے آگے آپ کی فقیرانہ زندگی کی منزل شروع ہوئی اور آپ سلسلہ چشتیہ کے معروف خانوادہ سے ہیں۔ ماشاء اللہ!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۱۸۶

حال ، ماضی کا شاہد ہے ـــــ جو چیز ماضی میں تھی ، حال میں بھی ہے ۔ اگر حال میں نہیں تو ماضی میں بھی نہ تھی ۔ جس نے ماضی کو دیکھنا ہے ، حال کو دیکھے ۔ حال کو ماضی پہ فوقیت حاصل ہے ۔

آپ کے خاندان کے ایک چشم و چراغ ہر سال پیرانِ کلیر شریف تشریف لاتے اور دو تین ماہ قیام فرماتے ۔ آپ کو کئی ناموں سے پکارا جاتا ۔ کوئی کہتا "بلخی بابا" ـــ کوئی کہتا ۔ "حاجی ملنگ"

پچاس سال گزرے ، آپ کی عمر سو سال کے لگ بھگ تھی ۔ گویا سوا سو سال پہلے آپ اپنے وطن بلخ بخارا کی حکومت کے ایک ممتاز ترین اہلکار تھے ۔ آپ کے ہاں دو حرم شریف تھے ـــــ جوانی کا عالم زندگی کا بہترین سرمایہ ہوتا ہے ـــــ جب آپ پہ اللہ کی رحمت نازل ہوئی آپ اپنے منصب سے مستعفی ہوگئے ۔ اندرونِ خانہ ازواجِ محترمین سے پوچھا ، "کہ کیا وہ انہیں اللہ کی راہ میں نکلنے کے لیے بخوشی اجازت دیتی ہیں ؟" انہوں نے کیا کہنا تھا ، اپنے جملہ حقوق بخش کر فارغ فرمایا ۔ پھر آپ نے اپنے آبا کے نمونے کو زندہ فرمایا اور توکلت علی اللہ پیدل چل کر کعبۃ اللہ کے حج کو روانہ ہوئے ۔ پھر کبھی گھر نہیں لوٹے ۔

آپ بارہ سال جذب میں رہے ، بارہ سال بوریا پہنا اور بارہ سال کمبل ، جب کلیر میں آئے ، مخمل میں ملبوس تھے ۔

ایک گرانڈیل سو سالہ بزرگ ، شاہانہ تمکنت کے پردوں میں مستور :

انداز ــــ آبائی خسروانہ تمکنت کے مظہر ، قد ــــ دراز
صورت ــــ وجیہہ و پُر وقار ــــ ، رنگت ــــ سُرخ و سفید
چہرے پہ ہمیشہ مسکراہٹ ــــ ، نظر بھر کے دیکھنا مشکل
پیشانی پہ پُرسکون نورانیت ــــ ، نگاہوں میں پُرکشش چمک
شخصیت ــــ دلکش ، سراپا ــــ دل نشیں
ہمیشہ کسی لگن میں مگن ۔
بیٹھتے تو ایک انداز کے ساتھ ، چلتے تو ایک وقار کے ساتھ
بولتے کم مگر پُراز حکمت ــــ آواز میں دبدبہ ــــ
لہجہ سادہ ، مخصوص اور دلنشیں ــــ تکیہ کلام ــــ "اللہ بادشاہ ہے"
ان کی مجلس کا کیف ناقابلِ بیان ــــ غرض جلال و جمال کا حسین امتزاج
عجز و بے نیازی کا نادر مرقع ــــ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرتے ،
ذرّہ بھر عار نہ سمجھتے ــــ اپنا لباس خود دھوتے ، اس کی مرمت
بھی خود کرتے ــــ شام کو سَیر پہ جاتے ــــ
اپنی ضرورت کے لیے بالن خود چُن لاتے ، اٹھاکر بھی خود ہی لاتے ۔
اپنے دستِ مبارک سے مٹی کی ایک چھوٹی سی انگیٹھی بناتے ، اُسی پہ کھانا
پکاتے ، اُسی پہ چائے ، ــــ برتن خود دھوتے ــــ
شام کے وقت کوئی نہ کوئی دانش وَر ضرور حاضر ہوتا ، بچی ہوئی روٹی
کا ایک سُوکھا ٹکڑا اُٹھا کر اس کی طرف تبرکاً پھینک دیتے ۔
ایک نے بتایا ــــ کہ اسے چار سال آپ کی محبت و خدمت

کا شرف حاصل رہا۔

حاضری روز ہوتی۔

روز ایک نہ ایک فیض سے مشرف فرما کر واپس پھیرتے۔

جب وہ انہیں ملنے جاتا، رستے میں جو جو خیالات اس کے دل میں آتے ملتے ہی فرماتے: "تم نچلے ہو، میری بابت کچھ مت سوچا کرو"۔

جب کبھی رات رہنے کا شرف حاصل ہوتا، پوچھتے: "تمہارے وطن میں صبح مہمان کی خاطر مدارات کس چیز سے کرتے ہیں؟ وہ جو بتاتا، اس کے لیے وہی کچھ تیار کرتے۔

ایک دن ایک آدمی سے کہنے لگے:

"تم فلاں بندے کو جانتے ہو؟"

اس نے کہا: "جی بہت اچھی طرح"۔

کہا: "تو جاؤ! اس سے پوچھو، کہ تم جو میری خدمت کرتے ہو، کیوں کرتے ہو؟ کیا مطلب ہے؟

اس آدمی نے جواب بھیجا کہ: "اس کا کوئی مطلب نہیں، مطلق نہیں۔ اس کی ان سے محبت اللہ کے لیے ہے۔ محض اللہ کے لیے"۔

ایک رات کسی نے اسے بتایا: "تیرے دوست بلخی بابا کی طبیعت ملول ہے۔

کڑکڑاتا جاڑا، رات کے نو بجے، سرد ہوا چل رہی تھی، بوندا باندی جاری تھی۔ جلدی جلدی حلوہ تیار کرایا۔ حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے اسے

اس حال میں دیکھا تو بہت ناراض ہوئے ۔ "اِس وقت اِس حال میں یہ تکلیف کیوں کی ہے؟"

پھر انہوں نے بھی اپنی محبت کا حق ادا کر دیا ــــ اُسے نایاب تبرکات سے نوازا ، اور سوچ سوچ کر فرمایا ــــ "میں تو کسی کو خلیفہ نہیں کرتا ، البتہ تجھے تیرے مسیحا کا پتہ بتاتا ہوں "۔

ایک دو سال بعد جب وہ ایک دوسرے سے ہمیشہ کے لیے جُدا ہونے لگے تو وہ جانتے تھے کہ یہ ملاقات الوداعی ہے ــــ اُس کا بوریا اپنے کاندھوں پہ اٹھایا ۔ غالبًا پہلی دفعہ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے ۔ دونوں کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں ، دیر تک یہی کیفیت رہی ۔ بوجھل دل کے ساتھ ایک دوسرے کو الوداع کہا ۔ پھر وہ ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے سے صورتًا جُدا ہو گئے ۔ پھر آنکھیں اُس جامع الصفات ہستی کی تلاش ہی میں رہیں ۔ نگاہیں اس کی ایک جھلک کو ترس گئیں ، مگر نہ پا سکیں ۔

صبا کے جھونکے آوارہ خرامی کرتے کرتے تھک گئے مگر اُس تک پہنچ نہ سکے ۔

لہریں اُبھر اُبھر کر ، اُٹھ اُٹھ کر ، پلٹ پلٹ کر دیکھتی رہیں ، مگر دید سے محروم رہیں ۔

ستارے رات بھر جاگتے رہے ۔ مگر محروم تماشا رہے ۔

کرنیں دِن بھر دشت و دَر میں ڈھونڈتی پھریں ــــ مگر بے سُود !

مہر و ماہ کی گردش وہ نقشہ دوبارہ نہ دکھا سکی ۔ لیل و نہار کا سلسلہ وہ صحبت پھر نہ جما سکا ۔

کلی — بے کلی برداشت نہ کر سکی تو چٹک گئی

چشمِ نرگس شوقِ انتظار میں کھلی رہی — مسلسل کھلی رہی ۔

بُلبل دلِ بیقرار لیے ، چونچ میں گُل دبائے اُڑتی پھری ۔ اِدھر سے اُدھر ۔ اُدھر سے اِدھر — لیکن شہید ناز کی تربت تک نہ پہنچ سکی ۔

ایسے یگانۂ روزگار — روز روز پیدا نہیں ہوتے ۔ کبھی کبھی اور کہیں کہیں ہوتے ہیں ۔ ہر جا نہیں :

اُن کا وُرود —— فضلِ کردگار وُجود —— گوہر بار

عظمت —— سدا برقرار تذکرہ —— وجہِ قرار

اور یاد —— اُجڑے دلوں کی بہار ہے ! ماشاء اللہ !

صحرا کی دھندلی ہواؤ !

اُن خاک نشینوں کا —— پُرشوق جبینوں کا

ہم عشق کے ماروں کا —— پلکوں کے ستاروں کا

یہ پیغام و سلام اُن تک پہنچاؤ !

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۱۸۷

بَن میں نہیں ، تَن میں تلاش کر ۔

جو تَن میں تلاش نہیں کر سکتا ، بَن میں بھی نہیں ، جو تَن میں ہے ، وہی بَن میں ! جو تَن میں نہیں ، وہ بَن میں بھی نہیں ۔

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ (الحدید : ۴)

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ ۔

(الواقعہ : ۸۵)

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ (البقرہ : ۱۸۶)

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

۱۸۸

اِدھر آ ! یہاں بیٹھ ! غور سے سُن ! عرش تیرے تخیّل سے وریٰ الوریٰ ! نَحْنُ أَقْرَبُ پہ نظر جما ۔ اور خیال کو گھیر گھیر کر اس طرف لا ! یہ ہے جدّوجہد کی امکانی انتہا ! ما شاء اللہ !

سب کاموں سے مشکل کام
خیال کو گھیر کر نَحْنُ أَقْرَبُ پہ لانا ہے ۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

۴۱۸۹

جس خطہ پہ سُورج کی شعاعیں سیدھی پڑتی ہیں، اِصطلاح میں اُسے "منطقہ حارہ" کہتے ہیں۔ منطقہ حارہ کے باشندے ہی اس تپش کی تاب لا سکتے ہیں، دُوسرے طبقات کے نہیں۔

واضح ہو کہ منطقہ حارہ اور سُورج کے مابین نہ معلوم کتنے لاکھ میلوں کی دُوری ہے، سُورج کی یہ تپش اللہ کے چند اسمار الحُسنیٰ کی جلالت کا نُور ہے جو اُس کے چہرے پہ لکھے ہوئے ہیں۔

دُھوپ کتنی بھی تیز ہو، کسی نہ کسی طرح برداشت کی جاسکتی ہے، لیکن سُورج کا قُرب کسی سے بھی اور کسی بھی حال میں کبھی برداشت نہیں ہو سکتا۔ جل بل کر بھسم ہو جائے۔

دُھوپ سُورج نہیں ——— سُورج سے جُدا بھی نہیں!

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۱۹۰

اِسی طرح!

عرشِ عظیم و کریم و مجید تا تحت الثّریٰ کائنات کی ہر شے کے وجود میں ـــ

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کا نُور موجود ہے، اور کوئی پتّا، کوئی ذرّہ ایسا نہیں، جو ارادتِ ازلی کے نُور سے مخمُور نہ ہو!

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۴۱۹۱

عرش، دُور اندر مستُور، نحنُ اَقرَبُ، حضُور

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۴۱۹۲

عزمِ صمیم!

اہلِ ہمّت کا کام ہے، بچّوں کا کھیل نہیں:

اربابِ عزیمت کسی ہزیمت سے بددِل نہیں ہوتے، کبھی نہیں ہوتے۔ جو ارادہ ایک بار کر لیتے ہیں، کبھی ترک نہیں کرتے۔ جہاں ایک بار اَڑ جاتے ہیں، کبھی پیچھے نہیں ہٹتے۔

ارادہ بہت بڑی چیز ہے، دریاؤں کے رُخ موڑ دیتا ہے، فضاؤں

میں ہلچل مچا دیتا ہے، بحر و بر سے ٹکرا جاتا ہے، ہر شے پہ چھا جاتا ہے۔
نہ سمندر کو خاطر میں لاتا ہے نہ صحرا کو۔ نہ چٹانوں سے رُکتا ہے نہ طوفانوں سے۔
نہ عداوتوں سے دبتا ہے نہ رکاوٹوں سے۔

بلکہ یہ ہر اُلجھن کی سُلجھن ہے اور ہر مشکل کا حل،

اس کی قوّت ——— بے پایاں، حُدود ——— بے کراں
رسائی ——— ہر کہیں۔

کوئی بھی شئے اس کی دسترس سے باہر نہیں۔ حریم ناز بھی نہیں۔
رموزِ کائنات کا شناسا ہے اور اسرارِ حیات سے آگاہ!

یہ موت سے نہیں، موت اِس سے لرزتی ہے۔
جب موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکراتا ہے تو زندگی مسکرانے لگتی ہے۔

کائنات وجد میں آجاتی ہے، پُوری خُدائی بے خود ہو جاتی ہے۔
عرشی عرش پہ اور فرشی فرش پہ اس کی ہمّت کی داد دیتے ہیں۔

ارادہ موت ہی پہ نہیں، ہر شئے پہ غالب ہے۔ تقدیر پہ بھی تقدیر ہے ہی مَردوں کے ارادے کا نام!

ارادہ جب مکمل ہو جاتا ہے، مستحکم ہو جاتا ہے۔ مستحکم ہو جاتا ہے، تو ایک وجود بن جاتا ہے۔

قوی الجسم الوجود

مَردوں کا ارادہ جب ایک بار مکمل ہو جاتا ہے پھر کبھی نہیں بدلتا۔ ہر شئے ٹل

سکتی ہے ۔ حتّٰی کہ اجل بھی ، وقت اپنا رُخ بدل سکتا ہے ، ارادہ نہیں حتّٰی کہ اللہ کریم اسے متقبول فرما کہ وہی اور اسی طرح کر دیتے ہیں ، جس کا اور جیسا ان کا ارادہ ہوتا ہے ۔

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرّازقين

وَاللّٰہُ ذُو الفَضلِ العَظِیم

۴۱۹۳

اَمر ”کُن فَیَکُون“ ارادے ہی کی تکمیل پہ وارد ہوتا ہے ۔

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرّازقين

وَاللّٰہُ ذُو الفَضلِ العَظِیم

۴۱۹۴

سُکون :

انسانیّت کی سب سے بڑی ضرُورت اور اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے

ایمان پہ عنایت ہوتا ہے ،

جتنا اعلیٰ ایمان ، اتنا ہی اعلیٰ سکُون

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرّازقين

وَاللّٰہُ ذُو الفَضلِ العَظِیم

۱۹۵ھ

رضا کی مخالفت معصیت، معصیت مرض اور مرض کفارۂ گناہ

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضْلِ الْعَظِیْم

۱۹۶ھ

اصرار مت کر ـــــــ تکرار مت کر ! ـــــــ

یہ مت کہہ، یہ کام میرے کرنے کا نہیں، میں اس سے زیادہ کی استعداد رکھتا ہوں۔

ہر کام، اگرچہ مُردار کو گھسیٹ کر رُوڑی پہ پھینکنا ہو، ایک کام ہے : مالک متوجہ ہو نہ ہو، کام تجھے کبھی نظر انداز نہ کرے گا۔

کام بہترین و مقبول ترین سفارش ہے، جو کبھی رد نہیں ہوتی !

سب چوروں سے بڑا چور کام چور ہے، کام چور مت بن !

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضْلِ الْعَظِیْم

۱۹۷ھ

شریعت کے پانچ بنا ہیں ـــــــ پانچوں امکانی

طریقت کے بھی پانچ ہی بِنا ہیں ـــــــــ تین³ امکانی ، دو² غیر امکانی

ذِکر ، فِکر ، مُراقبہ ، امکانی

مُشاہدہ و فیض ـــ غیر امکانی

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْم

۱۹۸ھ

فرش سے تا عرش کوئی جگہ ایسی نہیں ، جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ کسی نہ کسی تسبیح میں مشغول نہ ہو ۔ ایسے ایسے صیغہ جات میں جن کا کسی کو علم نہیں ، اپنے ربّ کی تسبیح بیان کرتے ہیں ۔

ایک پُکارتا ہے اور پُکارے جارہا ہے

وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

یہ کلمات اللہ کی کتاب قرآن کریم کی ایک آیت ہے ، بے شک اُس کا یہ تکرار عرشِ عظیم پہ جاری رہنا ضروری ہے ، بے شک یہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا رہتا ہے ۔ بندوں کی نافرمانیوں ، بدعنوانیوں ، خطاؤں اور گناہوں سے جو غضب پیدا ہوتا ہے ، اس پُکار کی بدولت سرد پڑجاتا ہے ۔

ماشاءاللہ !

وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

سُن کر کسی کا یہ کہنا : ـــــــــــــــــ

سُبْحَانَ رَبِّیْ ذِی الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

عین فضل ہے ۔

مَا شَآءَ اللّٰہُ !

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضْلِ الْعَظِیْم

۱۹۹

مومن کی شان

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کعبہ کی طرف دیکھا تو فرمایا :

" بلاشُبہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے شرف بخشا اور تُجھے تکریم اور تعظیم بخشی ہے مگر مومن کی حُرمت تم سے زیادہ ہے ۔"

(مجمع الزوائد ، جلد اوّل ، صفحہ ۸۱)

○

جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے :

" مومن حُرمت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کعبہ سے بڑھ کر ہے "

(نوادر الاصول صفحہ ۱۶ فی مرتبہ رُوح المؤمن مرتبہ مدینہ منورہ)

○

○

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن سے بڑھ کر اور کوئی شئے مکرم نہیں!

(طبرانی / مجمع الزوائد جلد ا صفحہ ۸۱)

○

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح کیا تو اس کی طرف چہرۂ انور کر کے فرمایا کہ (اے مکہ!) تو محترم ہے اور تیری حُرمت کس قدر بلند ہے اور تیری خُوشبو کس قدر پاکیزہ ہے، مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں تجھ سے زیادہ محترم مومن ہے۔

(طبرانی / مجمع الزوائد جلد ا صفحہ ۸۱)

○

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی کہ اے اللہ! تو نے اولادِ آدم کو دُنیا بخشی ہے، وہ اُس میں کھاتے پیتے ہیں اور لباس پہنتے ہیں اور ہم تیری تسبیح بیان کرتے ہیں، نہ ہم کھاتے ہیں اور نہ ہم دُنیا میں اس طرح کھیلتے ہیں، جس طرح وہ کھیلتے ہیں۔ لہٰذا آپ آخرت کو ہمارے لیے مختص فرما دیجیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے جسے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اُن کے صالحین کو اُن کی طرح نہیں کروں گا جنہیں میں نے کہا (کُن) تم ہو جاؤ، تو وہ ہو گئے، (یعنی فرشتے)

(طبرانی / مجمع الزوائد جلد ا ص ۸۱)

○

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن بنی آدم سے بڑھ کر کوئی مکرّم نہیں ہوگا"۔ آپؐ سے دریافت کیا گیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم! ملائکہ بھی نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: "ملائکہ بھی نہیں۔ ملائکہ تو شمس و قمر کی طرح مجبُور ہیں"

(طبرانی/مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۸۲)

○

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا مومن بندہ میرے نزدیک بعض فرشتوں سے بھی محبُوب ہے۔ (طبرانی/مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۸۲)

اور یہ روایت ابن ماجہ میں بھی ہے۔ جس کے الفاظ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بعض فرشتوں سے بھی زیادہ مکرّم و مُحترم ہے۔

○

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے مومن بندے کی موت پر زیادہ بخیل ہیں تم میں سے کسی ایک کے اپنے پسندیدہ مال کی نسبت، حتّٰی کہ اس کی رُوح اس کے بستر پر قبض کرتے ہیں۔

(بزار/مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۸۲)

○

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ مومن کی ہَوا سے بہتر کوئی ہَوا نہیں ۔ اُس کی ہَوا آفاق میں پائی جاتی ہے اور اُس کی ہَوا اس کا عمل ہے ۔

(کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۱۶۵)

حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا : مومن کی فراست سے بچو ، کیوں کہ وہ اللہ کے نُور سے دیکھتا ہے ۔ (ترمذی / مقاصد الحسنۃ صفحہ ۱۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ۔ اے کعبہ ! تیری خُوشبو کس قدر پاکیزہ ہے ، اور اے حجرِ اسود ! تیرا کِس قدر عظیم حق ہے ۔ اللہ کی قسم : ایک مُسلمان کا حق تم دونوں سے زیادہ ہے ۔ (کنز العمال جلد اوّل صفحہ ۱۶۴)

مومن کے ایمان کا

خلاصہ :

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ (الحدید : ۴)

"اور وہ تمہارے ساتھ ہے (خواہ) تم کہیں بھی ہو"

تقویّت :

قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی (طٰہٰ-۴۶)

فرمایا ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہُوں، سُنتا اور دیکھتا ہُوں "

استقامت :

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (الاحقاف ۱۳)

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور پھر اِس پر ثابت قدم رہے، پس نہ ان کے لیے خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے "

یہی ایک اثاثہ ہے جسے پاکر وہ پھُولے نہیں سماتا۔ ماسوا کو کسی خاطر میں مُطلق نہیں لاتا۔ کسی مقام پہ کبھی نہیں گھبراتا اور ہر خوف سے بے خوف ہو کر اپنی منزل پہ گامزن رہتا ہے ماشاء اللہ !

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم

۱۲۰

خصلت :

تاریخِ ابنِ آدم چیست ؟ تذکرۂ خصلت !

انسان ہو یا حیوان — خصلت ہی ہر شے کی پہچان ہے :

بَاز اور کوّے میں جسامت کا نہیں، خصلت ہی کا فرق ہے

خصلت ۔ زندگی کی پہچان ہے ، جان ہے اور آن ۔

ھر مقام خصلت ہی کا مقام ہے اور ہر شان خصلت ہی کی شان !

اگر خصلت نہیں ، گویا کچھ بھی نہیں ۔

خصلت ایک شہر ہے ، کبھی اکیلی نہیں رہتی ۔ نہ ہی اکیلا پن اسے زیب دیتا ہے ۔ اپنا ایک شہر بسا کر بسا کرتی ہے ۔ ایک بار قائم ہو کر پھر باطل نہیں ہوتی :

یہ زُبدۃُ العمل بھی ہے ، قویُ العمل بھی ۔

زندگی ایک میدان ہے ۔ خصلت میرِ میدان ! ہر میدان خصلت ہی کے ہاتھ رہا ۔

ہر جھنڈا خصلت ہی نے بُلند رکھا ، کبھی گرنے نہ دیا :

ہر فتح نے خصلت ہی کے قدم چُومے :

ہر کامیابی خصلت ہی کی تلاش میں رہی ۔ اسے جہاں پایا اس سے واصل ہو گئی ۔

یہ وہ ہتھیار ہے جس کا وار کبھی خالی نہ گیا۔ وہ دریا ہے جس کا رُخ کسی سے بھی موڑا نہ گیا۔ وہ سیلاب ہے جسے کوئی روک کبھی روک نہ سکی وہ چوٹی ہے جسے کوئی سر نہ کر سکا :

وہ پہاڑ ہے جسے کوئی اپنی جگہ سے ہلا نہ سکا :

دَیر و حرم میں اسی کے ترانے گونجے۔ ہر جگہ جا پہنچی۔ حتیٰ کہ حریمِ ناز تک بھی :

فتح و نصرت اور تائید و حمایت جب بھی نازل ہوئی، خصلت پہ ہوئی۔

خِلعت پہ نہیں، خصلت پہ :

خصلت، ہر شئے پہ غالب رہی، حتیٰ کہ موت پہ بھی : ہر شئے مٹ گئی، خصلت کبھی نہ مٹ سکی۔

اپنے حامل کو بھی زندۂ جاوید بنا گئی۔

اھلِ خصلت دُنیا سے اُٹھ گئے۔ ان کے جسم پیوندِ خاک ہو گئے قبروں میں پڑے پڑے صدیاں گزر گئیں۔ مگر اُن کا تذکرہ باقی، احترام قائم، عظمت برقرار، مثال موجود، اور فیض سدا جاری رہا۔

ان کی صورت اوجھل ہو گئی، خصلت اوجھل نہ ہو سکی : گردشِ لیل و نہار خصلت کی اس خصلت کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکی۔ اور۔ اے جانِ من! افراد کا نہ اقوام کا، مال کا نہ اسباب کا، صرف خصائل کا تذکرہ

باقی رہتا ہے ۔

خصلت سے صرف باقی ہی نہیں رہتی ، آنے والوں کی رہنمائی بھی کیا کرتی ہے

خصلت کی عظمت دیکھ !

نبوّت بھی مخصوص خصائل ہی سے عبارت ہے اور خصائلِ نبوّت ، ہر خصلت کی کسوٹی ہیں ۔

جو خصلت اس معیار پر پوری اُترے مقبول ، ورنہ مردود :

کوئی مقبول خصلت اپنا — نِرا رَولا نہ پا ؛

رَولے میں ہر شَے رُل جاتی ہے ؛

کوئی عُمدہ خصلت اپنا ، جہاں سے بھی ملے حاصل کر ! ورنہ یہ زندگی کسی دفتر میں قابلِ قبول نہیں ۔

بے شک آدمیّت و انسانیّت و بشریّت کی عظمت کا راز — خصلت ہے ۔

ہر شَے فانی — خصلت باقی

باقیات الصّالحات ! ماشآءَ اللہ !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۲۰۱

دُنیائے دُوں کی فرہنگ ختم ہو تو ہو — میرے مولائے کریم رؤف رحیم

طٰہٰ، یٰسٓ، طٰسٓ، حٰمٓ صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان و سیرت کسی کے بھی احاطۂ تحریر میں کماحقہٗ نہیں آسکتی۔

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیرالرّازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضْلِ الْعَظِیْم

۲۲۰۲

نبوّت کی شان و سیرت تو کُجا۔ میرے آقا، میرے مولا، میرے دلبر، میرے جانی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے

ایک مُوئے مُبارک

کی برکات کی تشریح مُحال ہے۔

فصاحت حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے **پسینہ مُبارک** کے فضائل پہ پہنچ کر دم توڑ دیتی ہے۔

حضرت ابو حفص عُمر بن الحسین سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب رونق المجالس میں روایت کرتے ہیں کہ بلخ شہر میں ایک تاجر تھا جو بہت مالدار تھا۔ اُس کا انتقال ہوا، اُس کے دو بیٹے تھے۔ میراث میں اُس کا مال آدھا آدھا تقسیم ہوگیا لیکن ترکہ میں حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تین بال مُبارک بھی

موجود تھے۔ ایک ایک دونوں نے لے لیا۔ تیسرے بال پر بڑے بھائی نے کہا کہ اِس کو آدھا آدھا کر لیں۔ چھوٹے بھائی نے کہا۔ ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مُوئے مُبارک کو کاٹا نہیں جا سکتا بڑے بھائی نے کہا کہ کیا تُو اِس بات پر راضی ہے کہ یہ تینوں بال تُو لے لے اور سارا مال میرے حصّے میں لگا دے، چھوٹا بھائی خوشی سے راضی ہو گیا بڑے بھائی نے سارا مال لے لیا اور چھوٹے بھائی نے تینوں مُوئے مُبارک لے لیے۔ وہ اِن کو ہر وقت اپنی جیب میں رکھتا۔ بار بار نکالتا اور اِن کی زیارت کیا کرتا اور دُرود شریف پڑھتا۔

تھوڑا ہی زمانہ گُزرا تھا کہ بڑے بھائی کا سارا مال ختم ہو گیا اور چھوٹا بھائی بہت زیادہ مالدار ہو گیا۔ جب اِس چھوٹے بھائی کی وفات ہوئی تو صُلحاء میں سے بعض نے اسے خواب میں دیکھا۔ اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی خواب میں زیارت کی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تم میں سے جب کسی کو کوئی حاجت پیش آئے تو اِس قبر کے پاس بیٹھ جائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے اپنی حاجت کی دُعا مانگے۔ پھر لوگ اُس کی قبر کا قصد کرتے تھے۔ حتیٰ کہ بات یہاں تک پُہنچ گئی کہ ہر وہ سوار جو اُس کی قبر کے پاس سے گُزرتا تھا، وہ (احتراماً) اپنی سواری سے اُتر پڑتا تھا اور پیدل چلتا تھا۔ (القول البدیع صفحہ ۹۶/۹۷)

الحمد للحي القيوم

فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

۲۰۳

حاضر و ناظر تو ایک بہت ہی معمولی بات ہے

سلوک کی منزل میں

شیخ کا قدم قدم پر راہنمائی فرمانا (نظر آئے نہ آئے) حاضر و ناظر نہیں تو کیا ہے؟

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۲۰۴

کون و مکان کی کوئی بھی شے ایسی نہیں، جس میں :

حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نُور نہ ہو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السّلام سے دریافت فرمایا۔ اے جبریلؑ! تمہاری عُمر کتنی ہے؟ حضرت جبریل علیہ السّلام نے عرض کیا۔ حضورؐ! مجھے کچھ خبر نہیں۔ ہاں اتنا جانتا ہوں۔

"ان فی الحجاب الرّابع نجمًا یطّلع فی کلّ سبعین الف سنۃ مرّۃ رأیتہ اثنین و سبعین الف مرّۃً"

"چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ستّر ہزار برس کے بعد چمکتا تھا میں نے اسے بہتّر ہزار دفعہ چمکتے دیکھا ہے"۔

حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُن کر فرمایا:

وَ عِزَّةُ رَبِّیْ اَنَا ذَالِکَ الْکَوْکَبُ

"مجھے قسم ہے اپنے ربّ کی، وہ ستارا میں ہی ہوں"۔

(تفسیر رُوح البیان جلداوّل)

عبد الرّزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا: کہ میرے ماں باپ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر قربان ہوں۔ مجھ کو خبر دیجیے کہ سب چیزوں سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کونسی چیز پیدا کی؟ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، کہ اے جابرؓ! اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبیؐ کا نُور اپنے نُور سے پیدا فرمایا پھر وہ نُور قدرتِ الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا۔ اور اُس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ بہشت تھی نہ دوزخ تھا، نہ فرشتہ تھا نہ آسمان تھا۔ نہ زمین تھی نہ سُورج تھا۔ نہ چاند تھا نہ جنّ تھے اور نہ انسان، پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نُور کے چار حصّے کیے ایک حصّے سے قلم پیدا کیا دُوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش پھر چوتھے حصّے کو چار جُزوں میں تقسیم کیا۔ پھر پہلے حصّے سے عرش اُٹھانے والے فرشتوں کو پیدا کیا۔ دُوسرے سے کرسی کو تیسرے سے باقی ملائکہ

کو، پھر چوتھے جُز کو چار حصّوں میں تقسیم کیا۔ پس پہلے حصّے سے آسمانوں کو پیدا کیا۔ دُوسرے سے زمینوں کو، تیسرے سے جنّت کو اور چوتھے سے دوزخ کو۔ پھر چوتھے حصّے کو چار حصّوں میں تقسیم کیا۔ پہلے حصّے سے مومنوں کی آنکھوں کے نُور کو پیدا کیا، دُوسرے سے ان کے دل کے نُور کو جس سے مُراد اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے اور تیسرے حصّے سے ان کا نُور اُنس پیدا کیا اور وہ توحید ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(الانوار المحمدیہ من مواہب اللدنیہ، مصری صفحہ ۹ از امام قسطلانیؒ)

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللہُ ذُوالفَضْلِ العَظِیْم

۲۰۵

کشف الارواح :

ایک عام آدمی عام رُوح سے ہمکلام ہونے کا مجاز ہے۔
یا حضرت! اگر طریقت سے کشف الارواح کا باب بھی نکال دیا جائے، فرمائیں کیا باقی رہے؟

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللہُ ذُوالفَضْلِ العَظِیْم

۴۲۰۶

ہر شے اپنی حد ہی کے اندر محفوظ ہے
یہاں تک کہ شبیر بھی

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُوالفَضْلِ العَظِيم

۴۲۰۷

فہم دانش کا نچوڑ ہے
حرص جب دانش پہ چھا جاتی ہے فہم کو دھندلا جاتی ہے
اور بندہ کسی نہ کسی غلط فہمی کا شکار ہو جاتا ہے۔

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُوالفَضْلِ العَظِيم

۴۲۰۸

بدُوں ارادتِ الٰہی کسی کو کسی پہ کوئی قدرت و تصرّف حاصل نہیں یہاں
تک کہ شیر کو بھیڑ پہ بھی نہیں

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُوالفَضْلِ العَظِيم

۴۲۰۹

غُلام :

قرُب کا جو شرف غلام کو حاصل ہوتا ہے، کسی دُوسرے کو نہیں۔ غلام ہر وقت مالک کے حضور حاضر رہتا ہے۔ اندرُونِ خانہ بلا جھجک اور بلا اجازت بار بار غُلام ہی آجا سکتا ہے، کوئی دُوسرا نہیں۔ غُلام کو مالک کا قرُبِ تام حاصل ہوتا ہے اور غُلام کا انتخاب ازلی ہوتا ہے۔ اَبدی بھی۔ مر کر بھی مالک سے جُدا نہیں ہوتا۔

غُلام اپنے مالک کے کسی بھی راز کو کبھی فاش نہیں کرتا، اگرچہ بوٹی بوٹی کر دی جائے۔ اور مالک کی عزّت پہ جان کی بازی لگانا اس کا حج ہوتا ہے

ماشاء اللہ :

مالک اپنے غُلام کی ہر شے کا وکیل و کفیل و نصیر ہوتا ہے، کسی بھی معاملہ میں کسی غیر کا محتاج ہونے نہیں دیتا۔ غُلام کی عزّت مالک ہی کی عزّت متصوّر ہوتی ہے۔

غُلام کی زندگی مالک کی داستان کا ایک باب ہوتی ہے۔ ایسے غُلام کا ملنا نایاب نہیں تو آسان بھی نہیں۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۲۱۰

غلام کو سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں ہوتی ۔ اور نہ ہی وہ کبھی فارغ ہوتا ہے ۔

ورنہ اے جانِ من ! تجھے کیا بتاؤں ــــــــــــ

قرب کے خمار میں مخمور ہو کر یکدم بھڑک اٹھے ۔ غلام کے مزاج میں مالک کی حمایت کا جنون جلوہ گر ہوتا ہے ۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين
وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْم

۴۲۱۱

غلام جب بکتا ہے ، حقیر و رذیل و ذلیل و کمین ہوتا ہے ۔ اس کی کوئی بھی چیز اچھی نہیں کہلاتی ۔ نہ عقل نہ خواہش ، نہ رنگ نہ ڈھنگ ۔ جیسے معدن میں جنسِ خام ۔ جو کئی آلائشوں سے آلودہ ہوتی ہے ۔

غلام جب خریدا جاتا ہے ، تمام معائب سے اس کا دامن آلودہ ہوتا ہے ۔ اگر اسے فسق و فجور کا مرقّع کہیں تو بے جا نہیں ۔ مالک کی صحبت اور اس کے ماحول کا اثر اس کا رنگ بدل دیتا ہے ۔ عقل اور خواہشات میں انقلابی تبدیلی آ جاتی ہے ۔ جنسِ خام میں چمک اور دمک پیدا ہو جاتی ہے ۔ آلائشیں ایک ایک کر کے دامن سے چھٹنے لگتی ہیں ۔ اُس کا کردار شفاف بن جاتا ہے ، جیسے ماہر جواہر تراش کے ہاتھوں نگینہ !

آہستہ آہستہ غلام اپنے مالک کی صفات کا پرتو بن جاتا ہے۔ مالک کی عظمت وکرم اور جُود وسخا کے سارے انداز غلام میں جھلکنے لگتے ہیں۔ ہوتے ہوتے وہ غلام مالک کا آئینہ بن جاتا ہے جس میں مالک کی ایک ایک صفت کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ مالک کا عفو ودرگزر اس میں احساسِ ندامت پیدا کر دیتا ہے اور وہ شرما کر خرافات وواہیات سے کنارہ کش ہو جاتا ہے اسے ہر لمحے یہی فکر دامن گیر رہتی ہے کہ اس کی کسی حرکت کے باعث کوئی اس کے مالک کی طرف انگلی نہ اٹھائے۔ اور یوں مالک کے کردار کی عظمت اس کو جمیع رذائل وخبائث سے متنفر وبیزار کر کے راستباز اور پاکباز بنا دیتی ہے۔

یہاں تک کہ وہ غلام اپنے مالک کی صفات کا مظہر بن جاتا ہے اب اُس کی پسند۔ مالک کی رضا اور اُس کی خواہش مالک کی عطا بن جاتی ہے۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْم

۴۲۱۲

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فارسی کے مشہور شاعر اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے دعویدار ہو گزرے ہیں۔ اپنے اشعار میں اپنے تئیں

حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کا غُلام لکھتے۔

ایک رات خواب میں حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

"میرا غلام تو بلال رضی اللہ عنہ ہے"

اس کے بعد آپ نے اپنے تئیں کبھی غُلام نہ لکھا۔

"غُلامے از غُلامانِ محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم" لکھتے۔

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرّازقين

وَاللّٰہُ ذُوالفَضْلِ العَظِیم

۴۲۱۳

محبّت کے تو ہم لائق ہی نہیں، غُلامی کے بھی نہیں۔ در کا غبار بننے کے بھی نہیں۔

البتہ کوچے کی گرد بننے کے اُمیدوار ہیں۔

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرّازقين

وَاللّٰہُ ذُوالفَضْلِ العَظِیم

۴۲۱۴

اِتّحاد:

اتّحاد ملّت کی جان ہے۔ دل جب اتّحاد کے معنی سمجھ کر اُس کی

اہمیّت و ضرورت کو محسوس کر لیتا ہے تو وہ ذاتیات کی دیواریں منہدم کر کے ایک مرکز پہ متحدّ ہونے کے لیے بیقرار ہو جاتا ہے۔

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرّازقين

وَاللّٰهُ ذُوالفَضلِ العَظِيم

۴۲۱۵

جب کوئی اپنے حیلہ و قوّت سے عاجز آ کر اور ہر طرف و جانب سے نا امید ہو کر اپنے ربّ کی طرف متوجّہ ہو جاتا ہے گویا پھر اللہ کے ذِمّہ میں ہوتا ہے۔ ماشاء اللہ!

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرّازقين

وَاللّٰهُ ذُوالفَضلِ العَظِيم

۴۲۱۶

اسی طرح جب کوئی مکروب اپنے ربّ کو عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَاۤ اِلٰهَ غَيْرُكَ کہہ کر پکارتا ہے اللہ کے ہاں پناہ گزین ہو جاتا ہے گویا ایک مضبوط قلعہ میں محفُوظ ہو جاتا ہے۔ ماشاء اللہ!

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرّازقين

وَاللّٰهُ ذُوالفَضلِ العَظِيم

۴۲۱۷

بے شک، اے کون و مکان کے خالق و مالک!

تیری عزّت و عظمت، ملوکیّت اور قدرت کے سامنے کائنات کی ہر شئے بے بس، بے کس، عاجز و ذلیل و سرنگوں ہے اور مطیع ہے۔ کسی کو بھی دَم مارنے کی جُرأت نہیں، یہاں تک کہ جبرئیل کو بھی نہیں!

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضۡلِ الۡعَظِیۡم

۴۲۱۸

خسارہ:

وقت، قوّت، اختیار اور مال کا بے جا استعمال خسارہ ہے۔
کسی بھی شئے کا بے جا استعمال کسی کے بھی نزدیک مستحسن نہیں، مذمُوم ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضۡلِ الۡعَظِیۡم

۴۲۱۹

یہ جسم اللہ کی امانت، تیرا تازی اور تو اس کا راکب ہے، اس کے

حقُوق پُورے کر، کسی حقّ سے محرُوم مت رکھّ۔ اسے کھِلا، پِلا، نہلا، سُلا! پھر اس پر زین کس، کنڈیالہ دے، سوار ہو، ایڑی لگا۔ بھانویں مشرق سے مغرب تک جا، اسے کوئی انکار نہیں۔

سفر دُور ــــــ وقت کوتاہ

اپنی منزل پہ گامزن رہ ، کسی اور طرف باگ مت موڑ

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُوالفَضْلِ العَظِيم

۴۲۲۰

کسی مرغزار کو دیکھ کر مت للچا۔ یہ سفر ہے، سیاحت نہیں۔ ایک نہیں، انیک مرغزار ہیں۔ آنکھیں بند کر کے اپنی راہ پہ چلا چل!

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُوالفَضْلِ العَظِيم

۴۲۲۱

شَر مخلوق ہے، اپنا کوئی وُجود و اختیار نہیں رکھتی، حُکم کی محکُوم اور بمنزلہ خُدائی پولیس ہے۔ سرکش کی گوشمالی پہ مامُور ہوتی ہے۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُوالفَضْلِ العَظِيم

۴۲۲۲

میں نے اپنے ایک دوست کے بیٹے سے پوچھا: "تیری شادی ہوگئی"؟
بولا، "جی ہاں"!
"ہمیں کسی نے بتایا ہی نہیں۔ کب ہوئی؟ کہاں ہوئی"؟
بولا، "اپنے فن سے"! ماشاء اللہ!
"اپنے فن کا کوئی نمونہ ہمیں بھی دکھا۔"!

جب دیکھا، عقل دنگ رہ گئی۔ گویا دورِ حاضر کا ثانی نہیں تو اس کا شاگرد ضرور ہے۔ اور یہ فن کی محویت کا ایک حال ہے: فن کار اپنے فن میں محو ہی نہیں، مستغرق ہوتا ہے۔ ماسوا سے مطلق دلچسپی نہیں رکھتا۔ اپنی ہی دُھن میں مُنہمک رہتا ہے۔ اگر ایسے نہ ہوتا، فنکار کیسے کہلاتا؟

اور فن تشنۂ تکمیل رہتا

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۲۲۳

قرآنِ کریم اور سُنّتِ مُطہّرہ

پہ

مُتّحد ہو

بعض باتیں فتوٰی میں جائز اور تقوٰی میں منع ہوتی ہیں۔ کسی پہ "حکم" غالب ہوتا ہے اور کسی پہ "محبّت"

الحمد للحيّ القيوم
فالله خيرا لرّازقين

وَاللّٰهُ ذُوالفَضْلِ العَظِيم

۴۲۲۴

ایک قبر پہ :

اب تو نے یہاں سے اُٹھ کر باہر نہیں نکلنا۔ قیامت تک پچھتانا ہی پچھتانا ہے۔ یوں کیوں کیا اور یوں کیوں نہ کیا۔

کاش زندوں کو مُردوں کے اس حشر کا پتہ ہو۔ مُردے قبروں میں کسی عمل پہ قدرت نہیں رکھتے۔ جو کچھ دُنیا میں کر کے آئے ہیں۔ اپنے ہی کیے کا بدلہ پاتے ہیں۔

کیا آپ نے کبھی غور نہیں کیا کہ :

قبروں میں گنجان درخت ہوتے ہیں لیکن درختوں پہ پرندے نہیں ہوتے مُردوں کے عذاب کی آہ و فغاں سے گھبرا کر اُڑ جاتے ہیں۔

الحمد للحيّ القيوم
فالله خيرا لرّازقين

وَاللّٰهُ ذُوالفَضْلِ العَظِيم

۴۲۲۵

پڑھ کر بخش !

اُن کی طرف سے خیرات کر !

یقیناً اُن کو پہنچے گا۔

بخشش کی اُمید ہے۔

مَاشَآءَ اللّٰه !

اے او جانے والے نوجوان !

اگر تجھے اُن سے کوئی ہمدردی ہے، اُن کی دہائی کا کوئی احساس ہے، اپنے نامۂ اعمال کی حسنات میں سے کچھ نہ کچھ اپنے اُن بھائیوں پہ، جو انتہائی مایوسی کے عالم میں خوفناک عذاب میں مُبتلا ہیں، نچھاور کر دے۔

بے شک اللہ تعالیٰ کا

کرم مکمل اور وہ کریم بے مثال ہیں

تیرے اس ایثار کو کبھی ردّ نہیں فرمائیں گے۔ قبول فرما کر عذاب اُٹھالیں تو اُن کے لیے کونسی بات ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

وَاللّٰهُ ذُوالفَضْلِ الْعَظِيْم

۴۲۲۶

حُسن ——— مُحتاجِ مُحبّت

عِشق ——— بنائے مُحبّت

قرآن حکیم ——— کتابِ مُحبّت

دین ——— نصابِ مُحبّت

ایمان ——— اقرارِ مُحبّت

شریعت ——— حرفِ مُحبّت

طریقت ——— لفظِ مُحبّت

حقیقت ——— جملۂ مُحبّت

معرفت ——— مضمونِ مُحبّت اور

فقر ——— عنوانِ مُحبّت ہے

فٓ :

شریعت محبّت کا حرف ، طریقت محبت کا لفظ ، حقیقت

محبّت کا جُملہ اور معرفت محبّت کا مکمل مضمون ہے۔

ماشاء اللہ

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

وَاللّٰہُ ذُو الفَضلِ العَظِیم

۴۲۲۷

حُسن کرم کی جان ہے۔ کرم بے نیاز ہے۔ حُسن عشق کے بغیر اور کرم حُسن کے بغیر بے جان، بے روح۔ حُسن و عشق کے درمیان ایک حجاب ہے۔ وہ حجاب کرم کی بے نیازی کا ایک راز ہے۔ اور وہی راز مقصودِ کائنات کا مظہر ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرّازقین

وَاللّٰہُ ذُو الفَضلِ العَظِیم

۴۲۲۸

ہمنشیں:

بُرا نہ مان! "کرامات" کے خول سے نکل، خود ساختہ القابات و خطابات کے خمار سے باہر آ۔ زیادہ نہیں نہ سہی، اپنے آباء کے نظامِ سلوک اور معیارِ سلوک کو منصّۂ شہود پہ لا۔ اُن پہ خرد نازاں۔ اِن پہ انگشت

بدنداں بلکہ سر بگریباں، ماتم کناں، سراپا فغاں ۔ اِن میں اُن کی ایک بھی ادا نہیں ۔ کھانا نہ پینا ۔ پہننا نہ رہنا، اٹھنا نہ بیٹھنا ۔ وہ کھاتے ۔ مگر ایسا نہیں اور اتنا نہیں، سوتے ۔ مگر کم، بولتے ۔ مگر احتیاط سے ۔ کماتے ۔ مگر ضرورت کے لیے ۔ پہنتے، مگر سادہ ۔ چلتے، مگر عاجزی سے ۔ بیٹھتے مگر وقار کے ساتھ ۔ کوئی غیر معمولی حرکات نہ کرتے ۔ ان کی حرکات عام انسانوں کی سی، مگر سوچ ۔ نافع الخلائق ۔ اُن کے کام اللہ کے کام ہوتے اور تیرے سب اپنے ۔

خانقاہی نظام کی روئیداد کا عالم بڑے بڑوں کو متحیر کر دیتا ۔ اندر داخل ہوتے ہی بالمشافہ کلام کرتے، کوئی پردہ نہ رکھتے ۔ کسی کو کلام کی نہ جرأت ہوتی نہ گنجائش ۔ سوال کے ساتھ معقول جواب پا کر سائل کو موقعہ ہی پر مطمئن کر دیتے ۔ ایک اجتماع میں میرِ محفل نے ایک صاحب سے فرمایا:

"تم بیٹھ جاؤ، تمہاری سادگی ہمیں پسند ہے"! ماشاء اللہ!

دُنیا ہوتی ۔ مگر اندر نہیں، باہر ۔ دست بستہ، باریابی کی منتظر ۔ کبھی اندر داخل نہ ہونے دیتے! ہوتی تو مالکہ بن کر نہیں، لونڈی بن کر! جہاں کھڑا کر دیا جاتا وہیں کھڑے رہتے ۔ اپنے مقام سے کبھی نہ ہٹتے ۔ اگر کسی بات پہ اَڑ جاتے، اَڑ جاتے ۔ کبھی نہ ٹلتے، کر کے رہتے، اگرچہ پُرزے پُرزے ہو جاتے ۔ ایک کے ہو کر ماسوا سے بے نیاز رہتے ۔ کسی میر و سلطان سے کوئی واسطہ مطلق نہ رکھتے ۔ امارت کو کسی خاطر میں نہ لاتے ۔ توکلت علی اللہ ایک ہی حال میں زندگی گزار کر چل دیتے ۔

غیریّت طریقت کا اہم ترین اور انسانیّت کا مشکل ترین مقام ہے۔
جب تک اسے وجود سے دُور نہ کر لیتے جدو جہد جاری رکھتے۔ حتیٰ کہ بال سپید ہوں۔ جب تک سانس کی ڈور ہلتی رہتی، تگ و دو جاری رہتی۔
جب تک غیریّت کے پردوں کو چاک نہ کر دیتے، کبھی نہ بیٹھتے۔ جسم الوجود سے غیریّت کے وجود کی دھجیاں اُڑا دیتے۔

اگر تو نے اپنے وجود کو غیریّت سے پاک نہ کیا گویا کچھ بھی نہ کیا۔
جس حال میں آیا، اسی میں گیا اور غیریّت کا خاتمہ بازیچۂ اطفال نہیں۔
کسی کا یہ سمجھنا ـ کہ "ہر فعل کا حقیقی فاعل اللہ ہے اور بدوں ارادتِ الٰہی کوئی ذرّہ ایک جگہ سے اُڑ کر دوسری جگہ نہیں جا سکتا"
اگرچہ حق ہے، مگر مشکل ترین مقام ہے اور بعض اوقات عجیب ترین۔
جسم الوجود غیریّت سے پاک ہوا تو اعتراضات ختم، شکایات ختم، اور ماشاء اللہ فتنات بھی ختم۔

یہ دھونی بُجھ گئی ہے، اسے پھر سے رما۔ یہ آگ سرد پڑ چکی ہے اسے پھر سے دہکا۔ یہ شعلہ کب سے بُجھ چُکا اسے پھر سے بھڑکا۔ اے نیند کے ماتے! ہوش میں آ۔ آنکھیں کھول، بیداری کو نیند پہ ترجیح دے رات کو جاگنا سلوک الی اللہ کی امتیازی خصلت تھی، جو بستر باندھ کر رخصت ہوئی اسے واپس لا۔ اس کے بغیر یہ پیراہن بالکل نہیں سجتا۔ تیرے باغ کی بہار پہ خزاں چھا چکی۔ نہ کہیں شگوفے نظر آتے ہیں نہ پتے۔ نہ غنچوں میں چٹک ہے نہ پھولوں میں مہک۔ نہ رنگوں میں دمک ہے،

نہ شاخوں میں لہک — نہ طوطیٔ شیریں بیان کا نغمہ سنائی دیتا ہے۔ نہ بلبلِ ہزار داستان کا نالہ — ایک ہُو کا عالم طاری ہے۔ تُو ہی بتا، کیا اسے چمن کہنا مناسب ہے؟ ہر گز نہیں! یہ چمن نہیں، ایک خشک مرغزار ہے۔

یہ مت کہہ کہ بُلبل گُل سے غافل ہو چکی — وہ تو خوشبو کی تلاش میں بوستان میں آئی، مگر مہک نہ پاکر آہ و فغاں کرتی ہوئی لوٹ گئی۔ اسی طرح طوطی — آموں کی خواہش میں آئی مگر شاخیں سنسان دیکھ کر باہر نکل گئی۔ گھنا سایہ ہی نہ رہا تو کوئل کی کُوک کہاں سُنائی دے اور کیوں سُنائی دے؟ سرو ہی نہ ہوں تو قمریوں کی حق سرّہٗ کی دھومیں کہاں مچیں —؟

تیرے گلستان میں سب کچھ ہے مگر محض نام کا — کام کا نہیں — اور نام بلا کام ناتمام — کام سے نام — کام نہیں، نام نہیں — کام سے نام کی بقا — نام بلا کام کب تک اور کس کام کا؟ — تیرا یہ اُداس گلستان تیرے بند میکدے کی داستان سناتا ہے۔ تیرا میکدہ اے ہمنشیں! اِس آواز کو ایک مدت سے ترس رہا ہے ؎

پیرِ مغاں کو دو خبر، کھول دے میکدے کے در
مَست گھروں سے چل دیے ابرِ بہار دیکھ کر

تیری صبوحی میں تلچھٹ تک باقی نہیں — پیمانہ جو میخانہ کا سرمایۂ ناز تھا، ایک مدت سے اپنے حالِ زار پہ رو رہا ہے! رِند "العطش العطش" پکار رہے ہیں، مگر تو سمجھ رہا ہے کہ جام چل رہا ہے۔ پی جا رہی ہے،

اور پلائی جا رہی ہے۔

ارے کسی نے کب پی! پی ہوتی تو یہ حال ہوتا؟ دھوم مچ جاتی۔ ساقی مستانہ وار جھوم جھوم کر ساغر انڈیلتا۔ جام پہ جام لنڈھائے جاتے۔ رندوں پہ وجد طاری ہوتا۔ رنگ بندھ جاتا۔ مرفوع القلم حال کا ورود ہوتا! ___ اگر پی ہوتی، ___ ساقی سے یگانہ اور ہر دو عالم سے بے خبر اور بے گانہ ہوتے۔ محض رقص و سرود ہی نہیں برکات کا نزول ہوتا۔ یہاں تک کہ بھیڑ بکری چرانے والے اور گھسیارے جب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہتے ہوئے چلتے، تحت الثریٰ تا ثریا ہر شئے کو شیشے کی طرح پاتے۔

اور اے ہمنشیں! یہ شاعری و افسانہ نگاری نہیں، حقیقت ہے! اسے "واہ واہ" میں نہ اڑا ___ غور سے سُن! یہ وقت کی پکار ہے۔ یہ کان تیرے میکدے میں رندانہ نعروں کے منتظر ہیں اور آنکھیں ___ تیرے گلستان میں رنگِ بہار کی متلاشی ___ اور اسی طرح یہ وادی جس سے مدّت ہوئی تو نکل چکا ادھر کا رستہ ہی بھول چکا۔ شدّت سے تیری واپسی کی منتظر ہے۔ اُٹھ اللہ کا برکت والا نام لے کر القابات و خطابات کے سحر کو توڑ۔ "کرامات" کا بوجھ سر سے اُتار، "مقامات" کے خمار سے نکل۔ "مخدومیّت" کی خواب گاہ سے باہر آ۔ الفقر فخری کا عمامہ زیبِ سر کر۔

و تبتّل الیہ تبتیلا کا خرقہ پہن، اور ایسے پہن کہ پھر جیتے جی کبھی نہ اُترے!

یہ حال بھی کوئی حال ہے؟

اس حال میں کیا ہماری شیخیت اور کیا ہمارے مدارج؟

ایک اللہ کے بندے نے عین عالمِ شباب میں اپنی ماں سے پوچھا کہ:

"اگر وہ مر جائے تو وہ کیا کرے گی؟"

ماں بھی ماشاءاللہ بڑی خدا رسیدہ تھیں۔ بولیں:

"میں نے کیا کرنا ہے، رو دھو کر چُپ ہو جاؤں گی۔"

آپ نے کہا:

"تو پھر اماں جی! سمجھ لو کہ تمہارا بیٹا آج سے مر گیا۔ ایک انجانی کشش میرے دل کو یہاں سے چلے جانے پہ مجبور کر رہی ہے"

ماں نے کہا:

"میں تمہارا راستہ نہیں روکوں گی۔ میری طرف سے تمہیں اجازت ہے"

البتہ مسکراتے ہوئے کہا — "آؤ گے کب؟"

عرض کی — "اگر مجھے واپسی کا حکم ہی نہ ملا تو؟"

یہ سُن کر ماں نے بیٹے کو برضا و رغبت دُعائیں دے کر رخصت کیا۔ آپ سیدھے دہلی میں حضرت ذری زربفت سُلطان نظام الدین محبُوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور حاضر ہوئے آپؒ اس وقت درس دے رہے تھے۔ نووارد تھوڑی دیر رُکا۔ سوچ سوچ کر بولا:

"گر ایں شیخیت است، ما ہم شیخیم"

(اگر فقیری یہی ہے تو پھر ہم بھی فقیر ہیں)

اُدھر سلطان نظام الدین محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی جوہر شناس اور خارا شگاف نگاہ اس نووارد کی طرف اُٹھی۔ دیکھتے ہی فرمایا:

"سیمرغ ہے۔ مگر کاش اس کا موتی میرے پاس نہیں"۔

اس کے بعد وہ اپنے مسیحا کے پاس جا پہنچے۔

شمسؒ (رُومی سے) "یہ کیا کرتے ہو؟"

رومیؒ: "یہ کام تم نہیں جانتے"!

(شمسؒ نے ایک نگاہ ڈالی، سب کچھ جل گیا)

رُومیؒ: "یہ کیا؟"

شمسؒ: "یہ کام تم نہیں جانتے"!

یہ تھا تیرا تذکرہ، جسے گڈرئیے تک جانتے، اور تیرا کچھ بھی نہیں۔

اُن کا تذکرہ اللہ اپنے بندوں کی زبانوں پہ جاری فرمانا اور پھر ہمیشہ جاری رہنا۔

اور ہمارے تذکرے ـــ بے جان، ناقص، خودساختہ، بوڑھے اوراق نشیں، کھٹے بیر کی طرح، نہ کھانے کے قابل نہ منڈی میں بیچانے کے،

سات آٹھ سو سال کی چند داستانیں "پدرم سُلطان بود" بنی ہوئی ہیں اور ہماری زندگی کی جدوجہد اسی ایک محور کے گرد گھوم رہی ہے۔

اپنے منصب کا احترام کر اور اپنی نسبت کے ناموس کا اکرام!

مباحثہ و مناظرہ و تنقید

تیرے دنیا بھر پہ چھائے ہوئے وقار اور مانی ہوئی عظمت کو لے ڈوبا گیا۔ وہ پہلی سی ہیبت جاتی رہی، گویا کبھی تھی ہی نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۲۲۹

دِین، ملک کا محافظ اور قوم کا راہبر ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۲۳۰

غالب بہادر شاہ ظفر کے ہمراہ شاہی باغ میں ٹہل رہے ہیں۔ آموں کا موسم ہے۔ پیڑ آموں سے لدے پھندے ہیں۔ غالب ٹہلتے جاتے ہیں اور متجسّس نظروں سے آموں کی طرف دیکھتے جاتے ہیں۔ بہادر شاہ ظفر اُن کے اِس تجسّس کو بھانپتے ہوئے پُوچھتے ہیں :

"حضرت کیا دیکھ رہے ہیں ؟"

بولے :

"جہاں پناہ! کہتے ہیں ہر میوہ پہ کھانے والے کا نام ہوتا ہے، دیکھ رہا ہوں، کسی آم پہ میرا نام بھی ہے؟"

الحمد للحیّ القیّوم
فاللّٰہ خیرالرّازقین
وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۲۳۱

خیر و شر، عزت و ذلت، ثواب و عذاب، جنت و دوزخ
مِنَ اللّٰہ

اور اہلِ ذکر!
محو الی اللّٰہ، مُستغنی عَن مَاسِوَا اللّٰہ، ماشاء اللّٰہ

الحمد للحیّ القیّوم
فاللّٰہ خیرالرّازقین
وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۲۳۲

"ارے شکرے! آج اِدھر کِدھر؟"

"جی کیا بتاؤں؟ کئی دن سے نشہ نہیں ملا۔ بدن ٹوٹ رہا ہے۔ لڑکھڑا رہا ہے۔ نہ کچھ دکھائی دیتا ہے نہ سجھائی۔ سب سے مانگا، کسی نے دیا ہی نہیں۔ اتنے بے مروت نکلے کہ کیا کہوں! سوچا چوری کر لیتے ہیں داؤ ہی نہیں لگا۔ واہ ری قسمت ۔ سُنا تھا یہاں خُون بِکتا ہے!"

"تو تم خُون بیچنے آئے ہو؟"

"ہاں، اور کیا کروں؟ تو ہی بتا اور کدھر جاؤں؟ ان سے سَو روپے فی بوتل طے ہو چکا ہے"

"مگر خُون تو بڑی قیمتی شے ہے۔ ایک نشے کی خاطر تم اس کا سودا کر رہے ہو"؟

"خُون؟؟ خُون کا کیا ہے، پھر بن جائے گا، مگر نشّہ جیون ساتھی ہے۔ اس کی خاطر خون تو کیا میں جان دے سکتا ہوں! تم کیا جانو نشے کی بہار؟ میں جب نشے میں ہوتا ہوں تو اِندر نگر کی سبز پری مجھے جھولا جھلاتی ہے، میری بلائیں لیتی ہے، میرے واری صدقے جاتی ہے، مجھے لوریاں دیتی ہے۔ تم ان کی خواب آور اور سکون بخش تھپکیوں کو کیا جانو"؟

"اور جب نشہ نہ ملے تو"؟

"آنکھوں کے سامنے تتلیاں ناچتی ہیں۔ دماغ کو چکر آتے ہیں، ہاتھ پاؤں حرکت سے رُک جاتے ہیں۔ جوڑ جوڑ الگ نظر آتا ہے، بس کیا بتاؤں، ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا ہے، بس ایک کالی چادر تنی نظر آتی ہے"۔

"اچھا تو تم نے خُوب راہ نکالی نشہ پورا کرنے کی"!

"اجی میں ایک کیا۔ آپ نے ہسپتالوں کے گرد منڈلاتے ہوئے پوستیوں کے گروہ نہیں دیکھے؟ سب کا یہی وطیرہ ہے"!

"اوئے تمہارے ساتھ کئی اور پوستی تھے، وہ کدھر گئے ؟ کئی دنوں سے نظر نہیں آئے"!

"وہ سارے کراچی پہنچ گئے"

"کیوں ؟"

"وہاں بھاؤ اچھا ہے"!

گویا نشئی نے خون دیا، پیسے لیے اور نشہ پورا کرلیا۔ پھر تو یہ معمول بن گیا کہ جب خمار ٹوٹا، بلڈ بنک میں آدھمکے۔

ایسا خون بھلا کس کام کا ؟ ایسے خون میں تندرستی کا کوئی جوہر نہیں ہوتا۔

مریض کے لواحقین پیسے دے کر جو خون خریدتے ہیں :

نافع نہیں، زہرِ قاتل ہے

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین
وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۲۳۳

بندہ جب اپنے حیلہ و قوت کی حقیقت سے واقف ہوجاتا ہے
دونوں سے برطرف ہوجاتا ہے !
بے شک اللہ ہی کا حیلہ اور اللہ ہی کی قوت غالب ہے

بندہ کہتا ہے ، کرتا نہیں ۔ جانتا ہے ، مانتا نہیں ۔
کہ اس کا حیلہ ناتمام اور قوّت خام ہے ۔
اللہ سے اللہ ہی کا حیلہ اور قوّت حاصل کر۔ حیلہ اور قوّت اللہ ہی کی
ذاتِ باری کو لائق و سزاوار ہیں ۔

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۴۲۳۴

سفر کتنا بھی طویل ہو ، طے ہو جاتا ہے ۔
کام کتنا بھی زیادہ ہو ، ختم ہو جاتا ہے ۔
ہر شے کی حد ہے ،
ذکر کی کوئی حد نہیں ــــــ اور ــــــ اہلِ ذکر کبھی فارغ نہیں ہوتے
مر کر بھی نہیں ، قبر میں بھی نہیں :

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۴۲۳۵

بحرِ فقر کا سفر یقین کی کشتی پہ بیٹھ کر طے ہوتا ہے
اللہ حافظی　　　　اللہ ناصری

اللہ حاضری اللہُ ناظری
اللہ معی فاللہ خیرًا حافظا

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللہُ ذُوالفَضْلِ الْعَظِیم

۴۲۳۶

مُشقّت مزدُور کو تھکاتی ہے
اھلِ ذکر کبھی نہیں تھکتے : ماشاءاللہ

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللہُ ذُوالفَضْلِ الْعَظِیم

۴۲۳۷

ھمارا یہ حال زبون ہے، جیسے ڈھول کا پول
کافر کو بھی سنائیں، رام رام جپنے لگے !

الحمد للحیّ القیّوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللہُ ذُوالفَضْلِ الْعَظِیم

۴۲۳۸

ہر کام و کلام سے قبل اپنی عمر اور منصب کو مدِّنظر رکھ !

دانشور بھی بھلا کبھی ایسی باتیں کرتے ہیں؟ ایسی حرکات تو بالکل ہی نہیں کرتے، نہ ہی ان کو زیب دیتی ہے، ایسی حرکات جہلا کی ہیں۔ دانشمندوں کی نہیں!

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُو الفَضلِ العَظِیم

۲۳۹

اِتّحاد دین کی بُنیاد

حیا دین کی جان

عزم دین کی رُوح

اور

اِستقامت دین کی پرواز ہے

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُو الفَضلِ العَظِیم

یا حیّ یا قیّوم

۴۲۴

جیٹھ ہاڑ کی تپش میں تپی ہوئی زمین
شعلے برساتا آسمان
لُو کے تھپیڑوں سے نڈھال جاندار
شیقیق شیقیق کرتے پرندے
ویرانے کے ایک مُدت سے حُجرہ نشین مینڈک
بے پناہ گرمی سے جُھلستی کھیتیاں
سطحِ سمندر پہ تیرتے بے تاب صدف
مُدت سے مُنہ کھولے ابرِ رحمت کے مُنتظر
بارش کی بُوند بُوند کو ترستی نگاہیں
سب ساون کی گھنگھور گھٹاؤں کے مُنتظر
لو۔ اِنتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں،
دُور اُفق سے بادل کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا نمودار ہوا
اُٹھا ۔ اُبھرا ۔ پھیلا اور
کالی گھٹا کی صُورت میں جھُوم کر آگے بڑھا
آن کی آن میں آسمان پہ چھا گیا۔
لو بارش برسنے لگی
چھما چھم بُوندیں گرنے لگیں
ایک تار بندھ گیا

پَل بھر میں جَل تھل ہوگیا
جِدھر دیکھو۔ پانی ہی پانی
بچّے خوشی سے بے خود ہوگئے
لنگوٹ کَس کر مینہ میں قلابازیاں لگانے لگے
پرندے بھی پانی میں اُتر چھینٹے اڑانے لگے
مینڈک زور زور سے ٹرّانے لگے
مُسرّت کے ترانے گانے لگے
درختوں کے پتّے دُھل گئے
شاخوں کا حُسن نکھر آیا
ہر چیز پہ تازگی چھاگئی
عالم پہ ایک بہار آگئی
ساون کی گھنگھور گھٹاؤں کا سماں
اس موسم کی بہترین بہار ہے
پانی سے لدے بادل
مَستی سے جُھومتی کالی گھٹائیں
کالی گھٹا کو چیرتی سفید بگلوں کی قطاریں
پرندوں کی وَجد آفریں ملہاریں
بادلوں کا رُک رُک چلنا
ہوا کے دوش پر کبھی گِرنا کبھی اُبھرنا

کبھی بڑھنا ، کبھی رُکنا
کبھی ہلکی پھوار ۔ کبھی موسلادھار
گرجنا کم ، برسنا زیادہ
سبزے کا لہلہانا
کلیوں کا مسکرانا
بہتے جھرنوں کا شور
مستی میں ناچتے مور
طغیانیوں کا زور
دُھلی ہوائیں
نکھری فضائیں
سبزے کی نمو سے عقل دنگ
ہر طرف کیف کا رنگ
چرند ، پرند ، حیوان ، اِنسان ، سبھی مخمُور، مسرُور
اَلبتہ گِدھ مجبُور ۔۔ جُوں کی تُوں پژمُردہ ۔ افسُردہ ، سُوکھی شاخ
پہ بیٹھے سوچتے ۔ پر بھیگ گئے ، اُڑنا مُشکل ، شکار پہ کیسے پُہنچوں

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم

۴۲۴۱

ایک رِند سے پوچھا ــ "اوئے تیری بھی کوئی آخری تمنّا تھی "؟
بولا " ہاں "! ــ " ذرا بتاؤ تو سہی وہ کیا تھی "؟
" یہی کہ میری سرِ بازار چھترال ہوتی ، اور وہ دیکھتے ہوتے !
دیکھنے والوں کے رونگٹے کھڑے تے ، ششدر رہ جاتے
اور میں خوشی کے مارے مر جاتا !

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرّازقين

وَاللّٰهُ ذُوالفَضلِ العَظِيم

۴۲۴۲

کون سا وہ وار ہے جسے خاموشی کی ڈھال نہیں روک سکتی ؟
جس ہتھیار کے وار کو کوئی ڈھال نہیں روک سکتی ، خاموشی ہے !
خنّاس اور شیطان کے ہر وار کو خاموشی اور صرف خاموشی روک
سکتی ہے ۔ دلیل نہیں !
خاموشی اگر تام ہو ــ مخزن البرکات
ماشاء الله !!

الحمد للحيّ القيوم
فالله خير الرّازقين

وَاللّٰهُ ذُوالفَضلِ العَظِيم

ياحيّ ياقيّوم

۴۲۴۳

گنہ گاروں کے لیے مژدۂ جاں فزا

عذابِ قبر سے بچانے کے بارے میں ایک تشنگی بجھانے والی حدیث آئی ہے جسے حضرت ابو موسیٰ مدینیؒ اپنی کتاب "ترغیب و ترہیب" میں عذابِ قبر کی وضاحت کے لیے لائے ہیں۔

حضرت خرج بن فضالہ ہلال ابو جبلہؒ سے وہ سعید بن مسیبؓ سے اور وہ عبدالرحمٰن بن سمرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم مدینہ منوّرہ کے ایک چبوترے پر جمع تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور کھڑے ہو کر فرمایا "کہ کل رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا۔ میں نے اپنے ایک اُمتی کو دیکھا کہ ملک الموت اس کی رُوح قبض کرنے کے لیے اس کے پاس پہنچے ہیں۔ لیکن ماں باپ کی اطاعت آکر ملک الموت کو اس سے ہٹا دیتی ہے"

" ایک اُمتی کو دیکھا کہ شیطانوں نے اُسے بوکھلا رکھا ہے، لیکن ذکر اللہ آکر تمام شیطان اس سے بھگا دیتا ہے"۔

ایک اُمتی کو دیکھا کہ اسے عذاب کے فرشتوں نے وحشی بنا رکھا ہے لیکن اس کی نماز آکر اُسے ان کے ہاتھوں سے چھڑا لیتی ہے"
"ایک اُمتی کو دیکھا کہ پیاس سے بیتاب ہے، جس حوض کے پاس جاتا ہے

دُھتکار دیا جاتا ہے اور بھگا دیا جاتا ہے لیکن رمضانُ المبارک کے روزے آکر اُسے خُوب سیر ہو کر پانی پلاتے ہیں۔"

"میں نے دیکھا انبیاء کرام علیہم السّلام اپنے اپنے حلقے باندھ کر بیٹھے ہوئے ہیں، اور ایک اُمّتی کو دیکھا کہ وہ جس حلقے میں جاتا ہے دھکّے دے دے کر بھگا دیا جاتا ہے لیکن اُس کا غسلِ جنابت اس کا ہاتھ پکڑ کر میرے پاس لاکر بٹھا دیتا ہے۔"

"ایک اُمّتی کو دیکھا کہ اس کے چاروں طرف اور اُوپر نیچے اندھیرا ہی اندھیرا ہے وہ اس میں حیران و سراسیمہ ہے لیکن اس کا حج اور عُمرہ آکر اسے اندھیرے سے نکال کر اُجالے میں پہنچا دیتا ہے۔"

"ایک اُمّتی کو دیکھا وہ آگ کے شعلوں اور انگاروں سے بچنا چاہ رہا ہے۔ اتنے میں اس کا صدقہ آکر اس کے اور آگ کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور اس کے سَر پر سایہ بھی کر لیتا ہے۔"

"ایک اُمّتی کو دیکھا کہ وہ مومنوں سے بات کرنا چاہتا ہے لیکن کوئی اس سے بات نہیں کرتا لیکن اس کی صلہ رحمی آکر کہتی ہے: مسلمانو! یہ صلہ رحمی میں پیش پیش رہتا تھا اس سے بولو چالو۔ آخر مسلمان اس سے باتیں کرنے لگ جاتے ہیں اور مصافحہ بھی کرتے ہیں۔"

"ایک اُمّتی کو دیکھا کہ اسے جہنّم کے فرشتوں نے پریشان کر رکھا ہے لیکن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آکر اُسے ان کے ہاتھوں سے چھڑا لیتا ہے اور رحمت کے فرشتوں میں داخل کر دیتا ہے۔"

"ایک اُمّتی کو دیکھا کہ دو زانو بیٹھا ہے اور اس کے اور اللہ کے درمیان پردہ حائل ہے لیکن اُس کا حُسنِ خُلق آتا ہے اور ہاتھ پکڑ کر اسے اللہ کے پاس لے جاتا ہے۔"

"ایک اُمّتی کو دیکھا کہ اس کا اعمال نامہ اس کی بائیں طرف جاتا ہے لیکن اس کے پاس خوفِ الٰہی آ کر اعمالنامہ لے کر دائیں طرف رکھ دیتا ہے"

"ایک اُمّتی کو دیکھا، اس کی تول ہلکی ہو گئی ہے لیکن اس کے پاس کمسن فوت ہونے والے بچّے آ جاتے ہیں اور اس (کے تول) کا وزن بھاری کر دیتے ہیں۔"

"ایک اُمّتی کو دیکھا کہ جہنّم کے کنارے کھڑا ہے لیکن اس کے پاس اُمّید آ جاتی ہے اور اسے وہاں سے ہٹا لیتی ہے اور وہ چلا جاتا ہے۔"

"ایک اُمّتی کو دیکھا کہ وہ آگ میں گِھر گیا ہے لیکن آنسو کا وہ قطرہ آتا ہے جو اللہ کے خوف سے گرا تھا اور اسے جہنّم سے نکال لیتا ہے۔"

"ایک اُمّتی کو دیکھا کہ پلصراط پر کھڑا ہے اور اس طرح کانپ رہا ہے جیسے آندھی میں کھجور کا تنکا ہلتا ہے لیکن اس کا اللہ کے ساتھ حُسنِ ظن آ کر اس کی کپکپاہٹ کو دُور کر دیتا ہے۔"

"ایک اُمّتی کو دیکھا کہ پلصراط پر گھسٹ رہا ہے، کبھی گھسٹتا ہے کبھی لٹک جاتا ہے لیکن اس کی نماز آ کر اسے اس کے پیروں پر کھڑا کر دیتی ہے اور اسے بچا لیتی ہے۔"

"اور ایک اُمتی کو دیکھا کہ جنّت کے دروازوں پہ پہنچ جاتا ہے مگر دروازے بند ہو جاتے ہیں لیکن کلمۂ توحید آکر دروازے کھُلوا کر اسے جنّت میں داخل کرا دیتا ہے"

حافظ ابو مُوسیٰؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اعلیٰ درجے کی حسن ہے۔ اسے سعید بن مسیبؓ، عمر بن ذرؓ اور علی بن زیدؒ روایت کرتے ہیں۔ انہی جیسی حدیثوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ نبیوںؑ کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں لیکن یہ حدیث اپنے ظاہری معنی پر ہے ۔۔ یہ خواب ان خوابوں کی طرح نہیں جو تعبیر کے رہینِ مِنّت ہوتے ہیں۔ مثلاً آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خواب میں دیکھا کہ گویا آپؐ کی تلوار ٹُوٹ گئی ۔۔ یہ بھی دیکھا کہ گائے ذبح کی گئی۔ اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے یہ تعبیر لی کہ اُحد میں مُسلمانوں کو شکست ہوگی۔

نیز آپؐ نے دیکھا کہ آپ عُتبہ بن رافعؓ کے گھر میں ہیں۔ اسی طرح سمرہ، علی اور ابُو امامہ والی صحیح روایتوں میں آپؐ کے ایک طویل خواب کا بیان ہے جس میں برزخ میں عذاب دیے جانے والوں کی سزاؤں کا ذکر ہے۔

غرضیکہ اس قسم کے خواب تعبیر کے مُحتاج ہوتے ہیں مگر اس خواب میں عذابوں کے ساتھ ان عملوں کا بھی بیان ہے جو صاحبِ عمل کو عذاب سے چھڑا دیتے ہیں۔

ہلال ابو جبلہؒ مدنی ہیں اور اسی حدیث سے پہچانے جاتے ہیں۔

انہیں ابن ابی حاتم نے ان کے باپ سے ذکر کیا ہے۔ اسی طرح حاکم ابو احمد اور حاکم ابو عبداللہ نے ابو جبلہ کو مُسلم سے نقل کر کے بلا ھاکے ذکر کیا ہے۔

یہ حدیث حضرت ابُو جبلہ سے فرج بن فضالہ بیان کرتے ہیں یہ درمیانہ درجہ کے راوی ہیں۔ نہ تو قوی ہیں نہ متروک، اور ان سے ابُوالخطیب بشر بن عبدالولید فقیہ بیان کرتے ہیں جن کے اچھے خیالات اور اچھی راہ تھی۔

میں نے شیخ الاسلام سے اس حدیث کی عظمت سُنی۔ آپ نے فرمایا :۔

سُنّت کے اُصول اسی کی گواہی دیتے ہیں۔ اور یہ بہترین حدیثوں میں سے ہے "

(کتاب الرّوح صفحہ ۱۰۷ - ۱۰۸)

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خيرالرّازقين

وَاللّٰهُ ذُوالفَضلِ العَظِيم

۴۲۴۴

اقتباساتِ تذکرۂ ارم :

یہ کہہ کر

ہرگ نے مرغزار پہ
ایک اچٹتی نظر ڈالی
ایک عجیب بے نیازی سے
اس کے سبزہ زار کو
بار بار دیکھا
جذبات نے انگڑائی لی
سینے میں تلاطم
دفورِ جذب سے بے خود
مستانہ وار آگے بڑھا
کبھی رکتا، کبھی بڑھتا
کبھی اِدھر دیکھتا کبھی اُدھر
خوشی کی امید میں
انجانے خوف کے ساتھ
دھڑکتے ہوئے دل —
اور —
اب بے قرار نگاہوں کے ساتھ
جسم کو جھنجھوڑا
مادری خصلت
جو مُدّتِ مدید سے سو چکی تھی

فطری جذبات

جو ایک عرصے سے دب چکے تھے
دفعتہً جاگ اُٹھے
روایتی پھُرتی ایک دم عَود کر آئی
نَس نَس میں بجلیاں کوندا اٹھیں
جسم کو جھنجھوڑا
ایک جَست لگائی
چوکڑی بھری
کھُلی ہواؤں نے
آزاد فضاؤں نے
اس کے استقبال کو
اپنی آغوش وا کر دی
اس کے نتھنے پھڑکنے لگے
دل کی دھڑکن اور تیز ہوئی
جسم میں بے پناہ قوت اُمڈ آئی
رُوح جھوم اٹھی ــــ اور
وہ گنگناتا ہوا ، دندناتا ہوا
کلانچیں بھرتا ــ اٹکھیلیاں کرتا
چھلانگیں لگاتا ، فاصلوں کو روندتا

اپنی ڈار کی تلاش میں
صحرا کی دھندلی ہواؤں، اور
وسیع وعریض فضاؤں میں
نظروں سے اوجھل ہو گیا

الحمد للحی القیوم
فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم

۴۲۴۵

رات ڈھلنے لگی
ستاروں کی آنکھیں بوجھل ہو گئیں
چاند کا چہرہ پھیکا پڑنے لگا
کہکشاں کا رنگ اڑنے لگا
محفلِ شب برہم ہونے لگی
تاریکی کے پردے چاک ہونے لگے
آمدِ صبح کا غلغلہ بلند ہوا
نقارے پر چوٹ پڑی
کتابِ کائنات کا باب بدلنے لگا
صحرا کی فضا میں ارتعاش ہوا
سناٹے کی کوکھ سے

نغمۂ زیست کے سُر پھوٹنے لگے
فسونِ شب ٹوٹنے لگا
نسیم محوِ خرام ہوئی
بُوئے گُل کی پیامبر بنی
بُلبُل مضطربانہ پہلو بدلنے لگی
والہانہ آگے بڑھی
پیامِ سحر سُنا
سینے سے لگایا ــــ اور
غُنچوں کو سُنانے لپکی
شبنم سے ان کا مُنہ دھلایا
حُسن کو نکھارا
گُدگُدایا
پیامِ سحر پاکر وہ مُسکرا دیئے
کِھل اُٹھے
سبزے نے انگڑائی لی
جُھوم جُھوم اُٹھا
لہلہانے لگا
پتے سرگوشیاں کرنے لگے
شاخیں سر دُھننے لگیں۔

درخت وجد میں جھُومنے لگے
دُور ــــ اُفق سے
سپیدۂ سحر نے
تاریکی کے پردوں کو چیر کر
کرّۂ ارض کو جھانکا
رات کا راج ختم ہوا
مرغ نے پَروں کو پھڑپھڑایا اور
نمودِ سحر کا اعلان کیا
قمریاں حمد سرا ہوئیں
حق سرّہٗ کا وِرد الاپنے لگیں
پرندوں نے پر پھڑپھڑائے
گھونسلوں سے باہر نکل آئے
شاخوں پہ بیٹھ کر نغمے گانے لگے
چہچہانے لگے
ان کی رنگا رنگ چہچہاہٹ نے
خاموش جنگل کو
ایک پُرترنم وادی بنا دیا
مسافر نے کروٹ لی
آنکھیں ملیں ــــ اور

اُٹھ بیٹھا
درخت کے نیچے تازی تھا
اپنے سوار کو دیکھ کر ہنہنایا
سُم زمین پر پٹخے
گویا اس کا استقبال کیا
مسافر اس کی طرف لپکا
اسے چمکارا
تھپتھپایا
زین کسی
سوار ہوا
باگ تھامی
ایڑ لگائی
اور دریا کے کنارے چل پڑا
چلا جا رہا ہے
اور کہے جا رہا ہے
یہ دُنیا
اس کے دلفریب مناظر
دلچسپ مشاغل — اور
دلبست محافل

اس کی پرکیف ہوائیں
مخمور فضائیں
دلکش ادائیں
خوش کن صدائیں
لمحاتی
عارضی
فانی
ناپائیدار
چند روزہ
فریب و سراب
تعلق باللہ میں حائل و حجاب
جو اِن میں اُلجھا
اُلجھ گیا
کٹ گیا
لُٹ گیا
برباد ہوا
نامراد ہوا
جو اس کے جادو سے بچ نکلا
بچ گیا ۔

بامراد ہوا — شاد ہوا
بلبل نے کہا — مرحبا
چڑیاں بولیں — تو نے سچ کہا
ہم تو کب سے چلّا رہی ہیں
کوئی سنتا ہی نہیں
لہروں نے سر ہلا ہلا کر تائید کی — کہ
اے مسافر! تو نے جو کہا، حق ہے
خود ہمارے وجود کی فنا و بقا
اس کی گواہ ہے
بہتے پانی میں
کنارے پہ لگے درختوں کے
بنتے مٹتے عکس
برسوں سے
یہی کہانی دہرا رہے ہیں
اللہ تبارک و تعالیٰ ربّ السّموٰت والارض نے
اپنی ذاتِ قدس کو
مخلوق کی نظروں سے
پاک پردوں میں
مستور فرمایا ہوا ہے

اِسی طرح
یہ حقیقت بھی محجوب ہے
ورنہ اگر کوئی
ازل و ابد کی چوٹی پہ کھڑے ہوکر
طائرانہ نظر ڈالے
تو اس پہ یہ راز
پوری وضاحت سے منکشف ہو، کہ
اس دنیائے دُوں میں
کوئی کسی کا کچھ نہیں لگتا
نہ انگ نہ ساک
کائنات کے خالق و مالک نے
ارادتِ ازلی کے ماتحت
ہر شئے کو منظوم و مربوط — اور
محوِ عمل کیا ہوا ہے
بزمِ کونین کی نمائش و زیبائش کو
قائم و برقرار رکھنے کے لیے
"مطلب" پیدا فرمایا
اور "مطلب" ہی کے لیے اے جانِ من!
اپنی یہ کھیل رچائی ہوئی ہے

ہر کسی کو ہر کسی سے مطلب ہے
کوئی نہ کوئی ضرور ہے
البتہ مُردے سے نہیں
بندہ جب مر جاتا ہے
جُملہ علائق سے منقطع ہو جاتا ہے
اور کسی کو بھی اس سے
کوئی مطلب باقی نہیں رہتا
جونہی بے مطلب ہوا
یہ کلمات سننے میں آتے ہیں :
”جلدی کرو ! اقربا کو خبر دو !
جو دُور ہیں ان کی انتظار مت کرو
پانی گرم کرو
غسّال کو بلاؤ
نہلاؤ، کفن پہناؤ
جلدی کرو، وقت جا رہا ہے
جنازہ پڑھاؤ، اور . . . . . .“
اور پھر نہ پہنچنے والوں کا انتظار بھی نہیں کیا جاتا !
اُسے قبر میں دبا کے جلدی سے گھروں کو لوٹ آتے ہیں !
کیوں کہ اب اس سے کوئی مطلب نہیں رہ جاتا !

اب وہ کسی کام کا نہیں ہوتا

اگر ان کا کوئی کام اس کے ہاتھ ہوتا

اگر وہ ان کا کوئی بھی مطلب پورا کر سکتا

وہ اس سے یہ سلوک ہرگز نہ کرتے

کیسا سلوک ؟ —

— یہی کہ اپنے محسن کو ایک بار گھر سے رخصت کر کے اُسے پھر بھول ہی گئے، کبھی بھول کر بھی یاد نہ کیا۔ اس کی محنت سے حاصل کی ہوئی دولت تو لے لی مگر کسی نے بیچارے کی سار تک نہ لی، کہ کس ابتلا میں مبتلا اور کس حال میں بے حال ہے!

سب کو پتہ ہے کہ مُردے کو خیرات کا ثواب پہنچتا ہے، مگر خیرات میں کیا دیا ؟ — چنے کے دانوں پہ ختم، ایک پرانا لحاف، موٹا کھیس اور پھٹا پرانا لباس دے کر یہ سمجھے، کہ اس کی ساری محنت، خدمت اور قربانی کا حق ادا کر دیا —

ایسی طوطا چشم، بے وفا، اہل و عیال کے فکر میں کھو کر اپنی راہ تک گم کر لی — جو سودا لینے آیا تھا، لیا ہی نہیں، جو سودا لیا، کسی بھی کام کا نہیں — ایسے سودے کی ایسی تیسی۔

گویا انتہائی حسرت و ندامت و خجالت سے کفِ افسوس ملتا ہوا، بکھرے بال، اُڑی رنگت اور اُترا چہرہ لیے بازی ہار کر خالی ہاتھ واپس وطن لوٹا! فاعتبروا یا اولی الابصار۔ الحمد للحی القیوم فاللہ خیر الرازقین

۴۲۴۶

اَلَا اُخبِرُکُم مَا الحَسَنَات

اے ہمنشیں! کیا میں تجھے خبر نہ دوں کہ نیکی کیا ہے ؟

ہر وہ چیز جو نافع الخلائق ہو، اور ضمیر تصدیق کرے، نیکی ہے۔

بہترین نیکی

تیرا اللہ کی راہ میں نکلنا ہے ___ اگرچہ کتنی ہی قلیل مدت کیلئے ہو

حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا :۔

"کسی بندے کا صبح کو یا شام کو اللہ کی راہ میں جانا دُنیا اور دُنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے !"

نیز فرمایا :

جس بندے کے پاؤں اللہ کی راہ میں گرد آلود ہو جائیں، انہیں دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی"۔

بیشک اللہ کی راہ میں اللہ کے دینِ اسلام کی تبلیغ کے لیے نکلنا.....

ابھی یہ تذکرہ یہیں تک پہنچا تھا، بیان جاری تھا کہ ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا ___

ایک انڈا جو کسی مرغی نے پروں کے نیچے سے نکال کر باہر پھینک دیا تھا، سڑ گیا تھا۔ وہاں سے اتنا قریب تھا کہ اس تک یہ آواز صاف پہنچ رہی تھی۔ اس گندے انڈے میں زندگی کلبلانے لگی

بچّہ بن گیا۔ انڈا پھٹا۔ یکایک بچّہ باہر نکل آیا اور پروں کو ستوارنے لگا
ماشاء اللہ! اللہ کی راہ کا تو بیچارے کو کیا پتہ تھا، نہ ہی اسے یہ علم تھا کہ کہاں
جانا ہے اور کیا کرنا ہے، البتّہ بازوؤں کو تیزی سے ہلانے لگا۔ پروں
کو پھڑپھڑانے لگا، اور بڑی بیتابی سے اِدھر اُدھر دوڑنے لگا جیسے کہ
اللہ کی راہ میں نکلنے کو بہت ہی بے چین ہے۔

سُنا کرتے تھے، کہ تذکرہ ارم میں اتنی تاثیر ہے کہ اگر کوئی گندا انڈا
بھی اسے سُن لے، اس میں بچّہ بن جائے ــــ گویا کسی نے سچ کہا:

کلام جاری رکھتے ہوئے کہا ــــ پس کیا حال ہوگا اس کا۔ جو دنیا و ما
فیہا کی ہر شئے کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہہ کر اور واپس لوٹ کر دُنیا میں آنے
کی ساری امیدیں توڑ کر اللہ کی راہ میں نکلا ــــ یہ سُن کر انڈے سے نکلنے
والا بچّہ آپے سے باہر ہوا ایک عجیب نشے میں سرشار ہو کر کسی نامعلوم
سمت میں اُڑ گیا۔ پھر اس کا کسی کو پتہ نہ چلا کہ کہاں گیا۔ مبصرّ ڈھونڈتا رہا۔
بہت کوشش کی کہ اس کا کہیں کھوج ملے، مگر نہ معلوم وہ فضا کی وسعتوں
میں کہاں کھوگیا۔ متلاشی تھک ہار کر بیٹھ رہے ہیں۔ وہ نظروں سے اوجھل ہوا
ڈھونڈنے والوں نے کوئی کسر نہ چھوڑی۔ کوہ و دمن، دشت و صحرا، بحر و بر
کا چپّہ چپّہ چھان مارا۔ ملنا تو کجا اس کا سُراغ تک نہ ملا۔

ماشاء اللہ

الحمد للحي القيوم
فالله خير الرازقين

وَاللّٰهُ ذُوا الْفَضْلِ الْعَظِيْم

۴۲۴۷

اللہ کی راہ میں نکلنے سے کیا مُراد ہے؟ وضاحت کریں!

اللہ کے پیارے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کا پیغام اللہ کی مخلوق تک پہنچانے کا اصطلاحی نام اللہ کی راہ میں نکلنا ہے۔

نہ ساز و سامان کا پابند، نہ اوقاتِ کار میں محدود، نہ اجر و ثواب کا طالب نہ تحسین و نفرین سے متاثر، مصلّے کی پشت پر ہو یا گھوڑے کی پشت پر، ہاتھ میں قلم ہو یا تلوار!

ہر کسی تک اس پیغام کو پہنچانے کے لیے جد و جہد کے میدان میں اترنا ۔ گویا اللہ کی راہ میں نکلنا ہے۔

الحمد للحيّ القيّوم
فالله خير الرّازقين

وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْم

۴۲۴۸

مومن کی فراست ❁ ❁ اللہ کا نور
عزیمت ❁ ❁ جبلِ طور
استقامت ❁ ❁ غیر محصور

مومن کو کبھی کوئی دھوکا نہیں دے سکتا۔ کبھی بھی نہیں!

اس کے عزم کی راہیں اللہ کی تجلّی سے منوّر ۔ اور اس کی استقامت پہاڑ کی طرح غیر متزلزل ہے۔

وقتی طوفان
پہاڑ کی سطح کو گرد آلود تو کر سکتے ہیں
جھکا نہیں سکتے!
اللہ کی رحمت کی بارش اس گرد کو دھو ڈالتی ہے، تو
پہاڑ کے حسن میں اور نکھار آجاتا ہے

الحمد للحی القیوم فاللہ خیر الرازقین

وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْم

❁

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نور کا دریا پیدا فرمایا ہے، جس کے اِرد گِرد نورانی ملائکہ نور کے پہاڑ پر اپنے ہاتھوں میں نور کے مٹکے لیے یہ تسبیح بیان کرتے ہیں۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ ط سُبْحَانَ
پاک ہے ملک اور ملکوت والی ذات پاک ہے

ذِی الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ ط سُبْحَانَ الْحَیِّ
عزت اور جبروت والی ذات پاک ہے وہ ذات

الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ ط سَبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ
جو زندہ ہے جسے موت نہیں وہ سبوح ہے پاک ہے

رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ ط
پروردگار ہے ملائکہ اور روح کا۔

پس جس شخص نے روزانہ ایک بار یا مہینے میں ایک بار، یا سال میں ایک بار یا ساری عمر میں ایک بار پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دیتا ہے۔ خواہ سمندر کے جھاگ یا وسیع میدان کی ریت کے برابر ہوں۔ خواہ وہ شخص جہاد سے بھاگ آنے کا مجرم ہو۔

(دیلمیؒ / کنز العمال جلد اوّل صفحہ ۲۰۲ شمار ۳۸۵۲ / کتاب العمل بالسنۃ المعروف ترتیب شریف جلد چہارم ص ۱۱۸-۱۱۹)

حضرت ابان رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ہر روز ایک مرتبہ پڑھا:۔

سُبْحَانَ الْقَائِمِ الدَّائِمِ ط سُبْحَانَ الْحَیِّ

پاک ہے اللہ قائم ہمیشگی والا پاک وہ جو حی و

الْقَیُّوْمِ ط سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ ط

قیوم ہے پاک ہے وہ ذات جو ہمیشہ زندہ ہے اس کے لیے موت نہیں

سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ ط سُبُّوْحٌ

پاک ہے اللہ عظیم عظمت والا اور اسی کی تعریف ہے وہ سبوح ہے۔

قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ ط سُبْحَانَ

قدوس ہے پروردگار ہے ملائکہ اور روح کا۔ پاک ہے

الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی ط

بلند تر ذات پاکی اور بلندی اسی کے لیے ہے۔

تو وہ شخص موت سے پہلے اپنا ٹھکانہ جنت میں دیکھ لے گا یا کسی اور کو دکھایا جائیگا۔ (کنز العمال جلد اوّل ص ۲۰۵ شمار ۳۸۹۸ / ترتیب شریف جلد چہارم ص ۱۲۲)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہے :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ تَوَاضَعَ كُلُّ شَیْءٍ لِعَظَمَتِهٖ

سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے کہ جس کی عظمت کے آگے ہر چیز عاجز ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ ذَلَّ كُلُّ شَیْءٍ لِعِزَّتِهٖ

اور سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کہ جس کی عزت کے سامنے سب چیزیں ذلیل ہیں

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَضَعَ كُلُّ شَیْءٍ لِمُلْكِهٖ

اور سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس کی حکومت کے سامنے ہر شئے جھکی ہوئی ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اسْتَسْلَمَ كُلُّ شَیْءٍ لِقُدْرَتِهٖ

اور سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے ہر چیز کو اپنی قدرت کے مطیع کر رکھا ہے۔

اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے پاس کی چیز (رحمت و بخشش) طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہزار نیکی لکھتے ہیں، اور اس کے ہزار درجے بلند کرتے ہیں۔ اور ستر ہزار فرشتوں کو اس کے لیے قیامت تک استغفار طلب کرنے کے لیے مقرر فرما دیتے ہیں۔

(ترتیب شریف جلد چہارم صـ ۱۲۲ / طبرانی فی الکبیر / ابنِ عساکر رح
کنز العمال جلد اوّل) صـ ۲۰۵ شمار ۳۸۹۱)

امروز سعید و مسعود یک شنبہ ۱۰ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۰۳ھ

ابو انیس محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المہاجر الی اللہ والمتوکل علی اللہ العظیم،

بسم الله الرحمن الرحيم ما شاء الله لا قوة الا بالله یا حی یا قیوم اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد النبی الامی وعلی آلہ واصحابہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضی نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ یا حی یا قیوم

قُل

عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مذہبی وحبہ ملتی

وطاعتہ منزلی!

(یہ کہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق میرا مذہب محبت میری ملت اور اتباع میری منزل ہے

ابوانیس محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

آمین آمین آمین یا رب العلمین ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَاشَاءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا وَحَبِیْبِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ وَبِعَدَدِ خَلْقِکَ وَرِضٰی نَفْسِکَ
وَزِنَۃِ عَرْشِکَ وَمِدَادِ کَلِمَاتِکَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ
یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ

مکشوفاتِ

منازلِ احسانؒ

المعروف بہ

مقالاتِ حکمت

دارالاحسان

ابوانیس محمد برکتؒ علی لودھیانوی،

المقام النجاف الصحاف لمقبول المصطفین ○ دارُالاحسان فیصل آباد
پاکستان